سسکتی ہوئی رُوحوں اور دُکھی انسانیت کو سکونِ دائمی فراہم کرنے کے لئے

تعارفی اقتباسات

بہ سلسلہ

الحق المبین

یدنا قبلہ نوری محمد نظام الحق صاحب

ی قدس سرّہ العزیز

297.06
ن 504 ت
70945

Marfat.com

رہتے ہیں۔ وہ ان کا حقیقی جواب پانے کے لئے سرگرداں اور متلاشی رہتا ہے، کیونکہ اسی میں اس کو حقیقی سکون نظر آتا ہے۔

خالق عظیم کا کرمِ عظیم ہے کہ اس نے متلاشی حقیقت کے ذہن میں آنے والے تمام خیالات کے جوابات اور ان کا حل یکجا کر کے سیدنا و مولانا، مرشدنا قلندر اویسی قدس سرہٗ العزیز کے توسط سے کتاب شریف "الحق المبینؒ" کی شکل میں مکمل نصاب روحانی عطا فرما دیا۔ تاکہ اُن کو صراطِ مستقیم حاصل ہو اور وہ اپنی منزلِ مقصود حاصل کرلیں، سہج سہج آسانی سے۔

آیاتِ قرآنی و احادیث شریف اور تمام مذہبی کتب کا احترام آپ پر لازم ہے، ان کے اوراقِ مقدسہ کو بے حرمتی سے بچائیں

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

DATA ENTERED

ساتھ نام اللہ کے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

تعارفی اقتباسات

بہ سلسلہ

الحق المبین

GIFT BOOK
No. 6 P.I.I.S. Office
Dtd. 09/05/07

تاریخِ تصنیف و تکمیلِ مراحل نصاب روحانی ''الحق المبین'' شریف

آغاز تصنیف الحق المبین	۱۹۲۵ء
تکمیلِ الحق المبین	۱۹۴۰ء
مکمل ترتیب و کتابی طباعت بار اوّل	۱۹۵۶ء
طباعت الحق المبین بارِ دوئم	۱۹۸۴ء
طباعت الحق المبین (مع تزئین و تدوین) بارِ سوئم	۲۰۰۵ء

۱۶ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ

جملہ حقوق طبع و اشاعت بحق ناشر محفوظ ہیں

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ○ (الصّٰفّٰت:۹۹)

اور بولا، میں جاتا ہوں اپنے رب کی طرف وہ مجھ کو سیدھی راہ دے گا۔

نام کتاب: تعارفی اقتباسات بسلسلہ الحق المبین

ترتیب و ہدایت: حضرت نور العارفین مرشدنا مولوی محمد احمد خان صاحب
قلندر اویسی قدس سرہ العزیز

اشاعت: طبع اوّل رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ طبع دوئم ۲۱ صفر المظفر ۱۴۲۷ھ
طبع سوئم یکم رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ

صفحات: ۱۴۴ صفحات

طابع: اے ایس پرنٹرز، فون: 021-2729184

۲۹۷۶۶
۵۰۹۷۵

ناشر

با جازت جناب قبلہ حضور نور العارفین مرشدنا مولوی محمد احمد خان صاحب قلندر اویسی قدس سرہ العزیز، ڈاکٹر سعود احمد خان نے مکان نمبر A-321 بلاک E یونٹ نمبر 9، لطیف آباد حیدر آباد سندھ سے شائع کیا۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِيْنَ
ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ
يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ
رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ (الکھف)

کہدو کیا ہم تمہیں بتادیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کن کے ہیں۔ان کے جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں گم گئی اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کررہے ہیں یہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کی آیتیں اور اسکے ملنے کو جھٹلایا تو ان کا کیا دھرا سب ضائع ہے،تو ہم ان کیلئے قیامت کے دن کوئی تول قائم نہ کریں گے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ
اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ
مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

(ھود آیت ۱۵۔۱۶ پ ۱۲)

جو شخص دنیاوی زندگانی اور اس کی آرائش چاہتا ہو، انہیں ہم دُنیا میں ان کے اعمال (کے بدلے پورے) دیں گے انہیں اس میں کم نہ دیا جائے گا (مگر) یہی لوگ ہیں کہ آخرت میں ان کے لئے سوا آگ کے کچھ نہیں ہے اور جو کچھ انہوں نے دُنیا میں کیا تھا ضبط ہو گیا اور جو کچھ کررہے تھے وہ باطل تھا۔

Marfat.com

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ○

(الزمر آیت ۵۳-۵۴ پ ۲۴)

کہہ دے، اے بندو میرے! جنہوں نے زیادتی کی اپنی جان پر، نہ آس توڑو اللہ کی رحمت سے بے شک اللہ بخشتا ہے سب گناہ۔ وہ جو ہے، وہی ہے معاف کرنے والا مہربان۔ اور رجوع ہوا اپنے رب کی طرف، اور اس کی حکم برداری کرو، پہلے اس سے کہ آوے تم پر عذاب، پھر کوئی تمہاری مدد کو نہ آوے گا۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا (الکھف آیت ۲۸ پ ۱۵)

اور تو اپنی ذات کو اُن لوگوں کے ہمراہ رکھ جو صبح وشام اپنے پروردگار کو یاد کرتے ہیں اسکی ذات کے طالب ہیں اور تمہاری آنکھیں اُن کی طرف سے نہ پھریں، کہ تم دُنیاوی زندگی کی آرائش چاہنے لگو گے اور اُس کی اطاعت نہ کرنا جس کا قلب ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ (الاحزاب)

اے ایمان والو! اللہ کا کثرت سے ذکر کرو اور صبح شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔ وہی ہے کہ درود (رحمت) بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے۔ کہ تمہیں اندھیروں سے اُجالے کی طرف نکالے اور وہ مومنوں پر مہربان ہے۔

''كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيْثِ الْقُدُسِيْ: وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَّمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَّمَنْ اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً'' (فِي الْبُخَارِيْ وَ الْمُسْلِمْ)

جو ایک بالشت مجھ سے قریب ہوتا ہے۔ میں اس سے گز بھر قریب ہو جاتا ہوں۔ جو میری طرف گز بھر بڑھتا ہے، میں دو گز اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ جو میری طرف خراماں خراماں آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

حدیث: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں تیری محبت اور اس شخص کی محبت جس سے تو محبت کرتا ہے اور اس کام کی محبت جو مجھ کو تیری محبت سے قریب کر دے''۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، احمد)

Marfat.com

''اے شہنشاہِ بے نیاز! کرمہائے تو مرا کرد گستاخ۔ میری گستاخی اپنے الطاف بے پایاں سے معاف کر۔ تیری ذرہ نوازیوں سے شاداں ہوں۔ میرا دلِ مبتلا محبت کے ہاتھوں مجبور ہوگیا ہے۔ اس لئے فرطِ بیخودی سے یہ الفاظ زبان پر آگئے۔ میری گذارش اور میرے حسرت بھرے دل کا مدعا یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو ایک ساعت کے لئے میرے سپرد کردے تاکہ میں یہ اچھی طرح سمجھوں اور بخوبی پہچان لوں کہ میں کون ہوں اور تو کیا ہے۔''

(الحق المبین ترکِ دنیا صفحہ ۱۱۸)

اے اللہ رب العزت! میں اپنی ہستی اور نیستی دونوں سے بیزار ہوں۔ میں تیرے در کا فقیر ہوں۔ اپنے حُسن کی زکوٰۃ میں سے مجھے وہ حیرت عطا فرما، جو تیری بارگاہِ قدس میں باریابی کی نشانی ہے۔

(الحق المبین توحید صفحہ ۸۳۴)

Marfat.com

پیش لفظ

ہر انسان کی روح اپنی حقیقت جاننے اور اس تک پہنچنے کے لئے ہمیشہ سے بے قرار اور مضطرب ہے۔ کج فہم اس ندائے روح کو اپنے نفس اور نفسانی خواہشات سے بڑی بے دردی سے کچلتے رہتے ہیں۔ ذی فہم انسان اپنی اصل جاننے اور منزل حقیقت تک پہنچنے کے لیے سرگرداں اور بے تاب رہتے ہیں۔ مگر چونکہ علم روحانی، علم مادیت سے بہت زیادہ وسیع اور عمیق ہے، اسلئے متلاشیٔ راہِ حقیقی کو منازل سلوک و معرفت بے انتہا دشوار معلوم ہوتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے کہ اس نے ۱۹۵۶ء میں بہ وسیلہ مرشدنا حضرت مسیح العارفین سیدنا قبلہ نوری محمد نظام الحق صاحب قلندر اویسی قدس سرہ العزیز، ۱۱۴۳ صفحات پر مشتمل ایک مکمل نصاب روحانی بہ شکل کتاب ''الحق المبین'' شریف سالکانِ راہ طریقت و متلاشیان حقیقت کی آسانی اور درست رہنمائی کے لئے عطا فرما دیا۔ طالب حق کو چاہیے کہ اپنے ذہن و قلب کو ہر قسم کے تعصبات سے پاک کر کے انتہائی یکسوئی اور گہرائی سے اس کا مطالعہ کرے۔ چونکہ اسکو اپنے لئے دیئے گئے وقت مقررہ کے ختم ہونے کا کوئی تعین نہیں ہے اس لئے بفضلہٖ جو علم اس سے حاصل ہو اس پر صدق دل سے عمل پیرا ہو کر سلوک و معرفت کی منازل، انہماک قلب اور شوق و خلوص کے ساتھ تیزی سے طے کرتے ہوئے منزلِ مقصود پر پہنچے اور مقصود حقیقی یعنی نورِ حق کو پالے۔

فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا ؕ (الانعام ۱۰۴)

پس جو کوئی بصیرت حاصل کرے تو اسی کا فائدہ ہے اور جو کوئی آنکھیں بند کر لے تو اسی کا نقصان ہے۔

Marfat.com

متلاشیان حقیقت کے لئے راہ حقیقت متعین کرنے میں سہولت کے پیش نظر نصاب روحانی ''الحق المبینؒ'' سے یہ کچھ اقتباسات ترتیب دیئے گئے ہیں۔ طالب صادق کو چاہیے کہ ان کے پر خلوص مطالعہ کی مدد سے اپنے لئے راہ حقیقت کا تعین کرے اور پھر الرحمان والرحیم کے کرم و فضل سے اس راہ حقیقت پر چلنے کے لئے قدم اٹھا دے۔

قولہ تعالیٰ: وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ ○ (الصّفٰت:۹۹)

اور بولا، میں جاتا ہوں اپنے رب کی طرف وہ مجھ کو سیدھی راہ دے گا۔

راہِ سلوک کے نشیب و فراز، منازلِ معرفت و حقیقت کی دشواریوں کو طے کرنے کے لئے طالب حق کو لازم ہے کہ وہ نصاب روحانی کتاب ''الحق المبینؒ'' شریف، سے بھرپور رہنمائی اور مدد لے۔ اُس کو، اُس میں دی گئی ہدایات کی روشنی میں بار بار پڑھے اور منازلِ عشق و معرفت و حقیقت تیزی سے طے کرتا چلا جائے تا کہ اُس کو اِس ہی زندگی میں منزل مقصود یعنی دیدار پاک نصیب ہو جائے۔

ہر کہ رُوئے یار در دُنیا ندید
پس نہ بیند ہم بعقبےٰ اے مرید (رومیؒ)

(جس نے اس دنیا میں اللہ کا دیدار نہ کیا تو اے میرے مرید وہ عقبیٰ میں بھی اسکو نہ دیکھ سکے گا۔)

حدیثِ ذیل میں طالبِ صادق کیلئے گہرا نکتۂ فکر یہ موجود ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: تم جیسی زندگی بسر کرو گے ویسے ہی مرو گے، جیسے مرو گے ویسے ہی قیامت کے دن اٹھو گے۔ جیسے قیامت کے دن اٹھو گے ویسا ہی تمہارا حشر ہو گا۔
(بخاری و مسلم)

افسوس ہے اس پیاسے کی عقل پر جس کو پاکیزہ، ٹھنڈا صاف و شفاف پانی میسر ہو اور وہ پھر بھی اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔

''ناچیز''

Marfat.com

مقدمہ

(۱۹۵۶ء)

صحیفہ مبارک الحقُّ المُبین، ایسے ہی اچھوتے اور نادِر مضامین کا مجموعہ ہے، جس میں انسان کو اس کی حقیقت سے باخبر کرنے کی سعی مشکور کی گئی ہے اور اس مسجودِ ملائک کے رُخ سے وہمی اور نفسانی تاریکیوں کے پردے اٹھا کر اُس کو تجلّی زارِ حقیقت میں، قیام کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ اس صحیفہ میں طالبانِ حق کو ذکرِ الٰہی، فکر صالح، تصفیۂ قلب، تزکیۂ نفس، مشاہدہ، مکاشفہ، معائنہ اور لقاء الرحمٰن کی طرف کامل رہنمائی ملے گی۔ اگرچہ اس مبارک کتاب کی تحریر کا سبب، جیسا کہ کتاب کے مطالعہ سے واضح ہوگا، بعض امریکہ والوں کی وہ جستجو ہے جس کے تحت وہ اسلامی تعلیمات میں انسان کے روحانی یا حقیقی مقام کا کھوج لگانا چاہتے ہیں اور نظریۂ ارتقاً کو سامنے رکھ کر یہ تحقیق کرنے کے خواہشمند ہیں کہ مذہبِ اسلام انسانیت کی تکمیل اور اعلیٰ ترین روحانی ارتقاً کے سلسلہ میں کیا تعلیم پیش کرتا ہے ___؟ لیکن اللہ کے فضل سے طالبانِ حق کو مُفت میں گوہرِ بے بہا مل گیا۔

اللہ ہر طرح سے خیر پیدا کر سکتا ہے۔ اہلِ امریکہ کا یہ ذوقِ تحقیق ہی تھا، جس سے متاثر ہو کر چند دردمندوں نے حضرت مسیح العارفین، مُرشدنا قبلہ نوری قدس سرّہٗ العزیز کے حضور میں معروضات پیش کیں کہ اس سلسلے میں کچھ ارشاد فرمایا جائے، تاکہ اسلامی روحانیت کا رُخِ روشن جس پر خودغرض ہاتھوں سے پردہ ڈالا جارہا ہے، پھر بے نقاب ہو کر اہلِ نظر کے سامنے آجائے۔ حضور انورؒ سراپا شفقت!

مجسم لطف و کرم -!! خادموں کی پیہم التجائیں اور منتیں -!!! آخر احکم الحاکمین کا حکم ہو ہی گیا اور آپؒ نے آمادگی کا اظہار فرما دیا۔

لیکن یہ کوئی آسان کام نہ تھا، کیونکہ ہمہ وقت حضورؒ پر استغراق کا عالم طاری رہتا اور خادم کافی عرصہ تک آپؒ کی روح نواز گفتگو کو ترستے۔ جن کو خدمتِ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل ہو چکا ہے، وہ جانتے ہیں کہ مسلسل کئی کئی روز تک جذب کی حالت رہتی اور گفتگو کی نوبت نہ آتی۔ مزید برآں جائے قیام کا تعیّن نہ ہونے کی وجہ سے کوئی کتاب ہی پاس تھی اور نہ کوئی دوسرا سامان۔ عجیب تجرّد کا عالم تھا۔ جب ایک مقام سے کسی دوسری جگہ تشریف لے جاتے تو اکثر یہ ہوتا کہ بید اُٹھایا اور چل دیئے۔ نہ کوئی کپڑا ساتھ لیا اور نہ کوئی دوسرا اسباب۔ عرب کا ریگستان، برما کے پہاڑ، سی پی کے جنگلات، دریائے کوسی کا ساحل، کاٹھیاواڑ کے بَن، اجمیر کی پہاڑیاں اور برواساگر کے کنارے شاہد ہیں کہ درختوں کے پتوں، جنگلی پھلوں اور بوٹیوں یا برائے نام چنوں کو آنجنابؒ نے بطور رزقِ جسمانی استعمال کیا۔ ایک دن نہیں، دو دن نہیں سال ہا سال اسی طرح بسر فرمائے۔ رئیسوں نے بلایا، امیروں نے خدمت کی آرزو کی۔ جودھپور، اودے پور کے راجاؤں نے وظیفے مقرر کرنے چاہے لیکن ۔

آنکس کہ ترا شناخت جاں را چہ کُند ـــ فرزند و عیال و خانماں را چہ کُند
جس نے تجھے پہچانا وہ جان کا کیا کرے ـــ وہ اہل و عیال و گھر بار کا کیا کرے
دیوانہ کُنی و ہردو جہانش بخشی ـــ دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کُند
دیوانہ بناتا ہے اور دونوں جہاں دیتا ہے ـــ تیرا دیوانہ دونوں جہاں کا کیا کرے

سب کو جواب دے دیا گیا۔ ''وَبِئْسَ الْفَقِیْرُ اِلٰی بَابِ الْاَمِیْرِ'' (یعنی وہ بُرا فقیر ہے جو امیروں کے دروازے پر جاتا ہے) جس کی طلب تھی، اسی نے سب سے علیحدہ کر کے اپنا بنا لیا۔

میں سمجھتا تھا مجھے اُن کی طلب ہے اصغرؔ
کیا خبر تھی وہی لے لیں گے سراپا مجھ کو

مال و دولت کی ضرورت ہوتی تو اللہ کا دیا کیا کچھ نہ تھا۔ لیکن ربانی کشش نے کچھ ایسا کھینچا کہ سب سے بے نیاز کر دیا۔ تمام ساز و سامان، گھر و بار، خاندانی جائیداد غرضکہ ---سب کچھ کسی کی یاد پہ قربان کر دیا۔

نقدے کہ داشتیم بہ یغما برد عشق　　وزسود و زیان وزبازار فارغیم

ہمارے پاس جو کچھ بھی نقدی تھی سب عشق نے لوٹ لی۔ ہم نفع، نقصان اور بازار سے فارغ ہیں۔

خانہ گرو نہادۂ دور کوئے تو مقیم　　دوکان خراب کردہ وازکار فارغیم

مکان گروی رکھ کر تیری گلی میں قیام کر لیا ہے۔ دُکان خراب کر کے تمام کاموں سے فارغ ہیں۔

قولہ تعالیٰ: وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا○
(بنی اسرائیل آیت ۸۰ پ ۱۵)

اور تم کہا کرو اے میرے پروردگار! مجھے اچھی طرح داخل کر اور مجھے اچھی طرح نکال اور مجھے اپنے پاس سے ایک غالب مددگار عنایت فرما۔

نہ تپتی ہوئی گرمی کی پرواہ، نہ کڑکتی ہوئی سردی کا خیال۔ ہر وقت اور ہر حال میں اللہ

Marfat.com

کی یاد، انتھک ریاضت، لگاتار مجاہدہ۔ رحمۃ اللعالمین، نبی اُمّی، رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی اتباع۔ غیر اللہ سے ہمیشہ کے لئے طبیعت متنفر ہوگئی۔

دل پہ لیا ہے داغِ عشق کھو کے بہارِ زندگی
ایک گُلِ تر کے واسطے میں نے چمن لٹا دیا

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ (المزمل آیت ۸ پ ۲۹)	اور تم اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور (سب سے) اسکی طرف بالکل قطع تعلق کرلو۔

ہم مٹ گئے تو صورتِ ہستی نظر پڑی
ویراں جب آپ ہوگئے بستی نظر پڑی

کیا ہوا۔۔۔؟ کیا ملا۔۔۔؟ اس کو تو وہی جانیں۔ لیکن دیکھنے والوں نے دیکھا ہے، جاننے والے جانتے ہیں کہ شاید ہی کوئی بات زبانِ حق ترجمان سے نکلی ہو اور نہ ہوگئی ہو۔ صحبتِ پاک میں رہنے والوں کو حضرت مولانا رومؒ کے اس شعر کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں رہا۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

(اس کا کہا ہوا اللہ کا کہا ہوا ہوتا ہے اگرچہ بظاہر وہ بندے کے حلق سے نکلا ہوا معلوم ہوتا ہے۔)

الحق المبین آپ کے سامنے ہے۔ پڑھیئے، بار بار پڑھیئے۔ خلوص و محبت سے گامِ ہمت بڑھایئے۔ کیونکہ کوشش اور وہ بھی صدق و یقین کے ساتھ، اکثر کامیابی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ (الحق المبین مقدمہ صفحہ ۱۶-۲۰)

Marfat.com

......سچا طالب لفظی بحثوں میں نہیں پڑتا۔ اصطلاحی مناقشات میں جا کر مطلب کو فوت نہیں کرتا۔ اُس کی نظر الفاظ کے بجائے معنوں پر ہوتی ہے۔ بے شک ؎

ہر کہ آدم را بدن دید اُو رمید
ہر کہ نور مؤتمن دید او خمید

(جس نے آدمؑ کو جسمانی شکل میں دیکھا وہ بھٹک گیا، جس نے نور کی شکل میں دیکھا وہ جھک گیا۔)

ان چند صفحات کے لکھنے سے بھی مقصد یہی ہے کہ آیاتِ کلام اللہ شریف، احادیثِ نبوی ﷺ اور اقوالِ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم سے یہ ظاہر کر دیا جائے کہ حیاتِ انسانی کا اصلی اور حقیقی منشاء کیا ہے۔۔؟ تا کہ جویائے حقیقت شکوک اور اوہام سے دل کو صاف کر کے میدانِ معرفت رحمانی میں ہمت اور استقلال کے ساتھ گامزن ہوں اور صحیفۂ مبارک الحقُّ المُبین سے صحیح فائدہ اُٹھا سکیں۔

(الحق المبین مقدمہ صفحہ ۲۲-۲۳)

......وہ ایسا بخشش کرنے والا کہ کبھی اُس کے یہاں کمی نہیں۔ جیسی نیت ویسا انعام۔ جیسا خلوص ویسا پیار جیسی محبت ویسی عطا بلکہ اس سے زیادہ اکرام۔ خلوص و محبت سے کوئی قدم بڑھا کر تو دیکھے۔ (الحق المبین مقدمہ صفحہ ۲۳)

......صحیفۂ مبارک الحقُّ المُبین کے یہ مضامینِ پُر انوار طالبانِ الٰہی کے لئے ایک دعوتِ عام ہیں اور منزلِ مقصود کی رہنمائی کے لئے زبردست روشنی۔ لیکن صدقِ نظر اور صدقِ طلب شرط ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ معارفِ ربانی اور کمالاتِ انسانی

Marfat.com

سے پُر ہے۔ عقیدت سے پڑھیئے۔ اس میں انسانیت کی دُکھتی ہوئی رگوں، پکتے ہوئے پھوڑوں اور رِستے ہوئے ناسوروں کا مجرب علاج ہے۔ اس میں جسمانیت کے اندھیروں میں بھٹکتی ہوئی عقلوں کو شاہراہِ حقیقت کی طرف بلاوا ہے۔ یہ باہمت طالبانِ حق کے لئے بے بہا نعمت ہے۔ سراپا اثر۔ روحانیت کا سمندر۔ عشق کی آواز۔ حُسن کا خطاب۔ یاد۔ ہاں پیارے رحمٰن کی یاد ۔۔۔!!

ع ''حُسن نے دستِ ناز سے چھیڑ دیا ہے سازِ عشق''

لاؤ پھر بنا ڈالوں اک طلسم حیرت میں
گردشیں فلک سے لوں رنگ لوں زمانے سے
زخم آپ لیتا ہوں لذتیں اُٹھاتا ہوں
تجھ کو یاد کرتا ہوں درد کے بہانے سے

اگرچہ اس مبارک صحیفہ الحقُّ المُبین کی تحریر کا باعث بظاہر بعض اہلِ امریکہ کی یہ جستجو ہے کہ پیغمبرِ اسلام روحی فداہ ﷺ نے ظاہری عبادت کے علاوہ روحانیت کے سلسلے میں کیا ارشاد فرمایا ہے، لیکن قابلِ صد ہزار شکر ہے اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن کا کرم کہ یہ کچھ اس طرح مرتب ہو گیا کہ نہ صرف اہلِ امریکہ بلکہ ہر اہلِ نظر دیکھ سکتا ہے کہ اسلامی تعلیم از ابتدا تا انتہا روحانیت ہی روحانیت ہے۔ یہاں سوائے اللہ اور اللہ کے ذکر کے اور ہے ہی کیا ۔۔۔؟ ماسوا اللہ کی تو اسلام میں گنجائش ہی نہیں۔

عجیب حالات ہیں دُنیا مادّیت کے چکّر میں کچھ اس طرح پھنسی ہے کہ غیر تو غیر خود مذہبِ اسلام کے نام لیوا بھی روحانیت کے نام سے بے بہرہ ہوتے جا رہے ہیں۔

Marfat.com

جاہل تو جاہل، بعض تعلیم یافتہ اور بزعمِ خود مذہبی رہنما بھی اسلامی تصوّف یا اسلامی روحانیت کو ویدانت اور ریاضتِ باطنی، حتیٰ کہ نفس کشی تک کو جوگیانہ طریقہ کار سے موسوم کرنے لگے ہیں۔ (الحق المبین مقدمہ صفحہ ۲۵-۲۶)

......کس قدر تعجب کی بات ہے کہ ابتدائے آفرینشِ عالم سے ایک نہیں لاکھوں بلکہ کروڑوں مقدّس نفوس برابر شہادت دیتے چلے آرہے ہیں کہ انسان صرف جسم انسانی کا نام نہیں۔ جسم کی موت کے بعد بھی زندگی کا سلسلہ ختم نہیں ہوجاتا۔ موت کے بعد جس عالم میں جانا ہے وہاں کی زندگی کے مقابلے میں یہ چندروزہ حیات کسی شمار وقطار میں نہیں۔ حضرت آدمؑ نے، شیثؑ نے، نوحؑ نے، ابراہیمؑ نے، موسیٰؑ نے، داوٗدؑ نے، عیسیٰؑ نے اور ہزاروں انبیاء والمرسلین علیہم السلام نے دنیا کو کیا سکھایا؟ خاتم النبیین شہنشاہِ عارفین، روحی فداہ ﷺ کیا پیغام لے کر آئے؟ کس صداقت کے ثبوت میں زکریاؑ، یحییٰؑ اور عیسیٰؑ نے جان کی بازی لگادی؟ ان مقدّس نفوس نے انسان کو توحیدِ الٰہی کی طرف بلایا، مکارمِ اخلاق سے آگاہ کیا اور اُس کو دُنیاوی زندگی اللہ والا بن کر گزارنے کا طریقہ سکھایا۔

(الحق المبین مقدمہ صفحہ ۲۷)

......یہ سچ ہے کہ شریعتیں بدلتی رہیں اور ارتقائے تمدن کے ساتھ ساتھ قوانین میں تبدیلیاں ہوئیں، لیکن روحِ شریعت کو کبھی کسی نبیؑ اور رسولؑ نے نہیں بدلا۔ مختلف مذاہب میں عبادت کے طریقے مختلف ہوسکتے ہیں، لیکن جب تک خود غرض انسانوں نے تبدیلی نہ کی، مفہوم ومقصودِ عبادت ایک ہی رہا۔ ایک ہی مطلب، ایک

Marfat.com

ہی معنی۔ لیکن الفاظ مختلف۔ کیا اس سے تعینِ مقصد میں کچھ فرق آ سکتا ہے۔۔؟

رام، گوتم، مہابیر، کرشن، زردشت، کنفیوشس اور دوسرے بانیانِ مذاہب اگر وہ مصلحینِ برحق تھے تو ان کی واقعی تعلیم کی اہمیت سے کس کو اختلاف ہو سکتا ہے۔۔؟

لیکن اُن کی تعلیمات اصلی حالت میں نایاب ہیں۔ بہر حال کوئی حقیقی مصلح ایسا نہیں گزرا، جس نے بنی نوعِ انسان سے پکار پکار کر مختلف الفاظ میں، بار بار، نہ کہا ہو کہ تمام دکھوں، مصیبتوں اور تکلیفوں کا علاج اللہ واحد کے دامنِ رحمت سے وابستگی میں ہے، تمام حقیقی راحتوں، مسرّتوں اور خوشیوں کا مخزن اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کی ذاتِ پاک ہے اور دُنیاوی زندگی دھوکا ہے، سراب ہے۔ (الحق المبین مقدمہ صفحہ ۲۸)

......دوسروں کو مذہبی اعتقادات میں اختلاف کی بناء پر، قتل گاہ میں لا ڈالنا کسی دوسرے مذہب کے محکمۂ مقدّس کے لئے کارنامہ ہو، تو ہو، لیکن پیغمبرِ اسلام ﷺ نے ایسے اقدامات کی کھلے الفاظ میں ممانعت فرمائی ہے۔

حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جب ابنِ صیّاد نے حضور اقدس ﷺ سے کہا کہ ''کیا آپ ﷺ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔'' اور فاروقِ اعظمؓ نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تو حضور ﷺ نے منع فرمایا۔ (بخاری)

اگر اختلافِ عقائد و مذہب کی بناء پر انسانی خون بہانا جائز ہوتا، تو باوجود قدرت ابنِ صیّاد کے دعوائے رسالت کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ حضور ﷺ نے اسلام قبول کر لینے کے لئے کسی کو کبھی مجبور نہیں کیا اور آپ ﷺ کے خلفائے برحقؓ

Marfat.com

نے بھی کسی کو جبراً مسلمان نہیں بنایا۔ انہوں نے بھی دیگر مذاہب کے پیروکاروں کو جو مقابلے میں ہتھیار نہ اٹھائیں قتل کرنے کی ممانعت فرمائی۔ ''حتیٰ کہ پھل دار درختوں کے قطع کرنے سے بھی مسلمانوں کو روکا گیا ہے۔'' (بخاری)

(الحق المبین مقدمہ صفحہ ۴۹)

......کتاب شریف (الحقُّ المُبین) میں کوئی ایسی بات نہیں ہے، جو کلامِ الٰہی، احادیث نبوی ﷺ اور تعلیماتِ اولیاء اللہ کے خلاف ہو۔ اُمید ہے کہ جویائے حق کو اس کے پُرخلوص مطالعہ سے نفع کثیر ہوگا اور سالکانِ پاکباز کو اس کی نورانی تعلیمات پرعمل کرنے میں قربِ حق کی روشنیاں نظر آئیں گی۔

(الحق المبین مقدمہ صفحہ ۱۲۰)

مزید تفصیل کیلئے پڑھیں

الحق المبین

باب ''مقدمہ کتاب''

صفحہ ۱ تا ۱۲۲

بے ثباتی دنیا

اے عزیز! اس دُنیا میں کسی کو قیام نہیں۔ یہاں ہر ایک مسافر کی مانند ہے۔ اس کی حالت مثل ریل کی سواری کے ہے کہ جس میں بہت سے مسافر سوار ہوں اور سفر کررہے ہوں۔ جس کا وقت آیا اور ٹکٹ کی مسافت پوری ہوئی، اُتر پڑا۔ کوئی آگے، کوئی پیچھے، ایسی جگہ یعنی ریل اور مسافرت میں کسی سے محبت کرنا اور اُس کی جدائی پر جبکہ اس کا وقت آجائے، رنج اور افسوس کرنا عقل سے بعید ہے اور جبکہ یہ حکم بھی ہو کہ ریل میں مسافروں نے جو سامان جمع کیا ہے، منزل پر ساتھ نہیں لے جایا جاسکے گا تو اُس مسافر کی عقل پر صد افسوس ہے کہ وہاں، دورانِ سفر میں، اپنی تمام قوت سامانِ آسائش وغیرہ کے جمع کرنے میں صرف کردے۔ کوشش کرکے، تکالیف اُٹھا کے، اسباب جمع کرے اور اسٹیشن پر اُترتے وقت چھوڑ جائے۔ تھوڑی دیر کی ظاہری تکلیف اور خیالی راحت کے واسطے اپنی تمام عمر ضائع کردے۔ جو شخص عقل رکھتا ہے وہ اس مدّتِ عمر میں ریل کی تمثیل سے فائدہ اُٹھا کر اس عالم میں اپنا وہ علم مکمل کرلے گا جو منزل پر پہنچنے کے بعد مفید رہے اور اُن ساتھیوں سے جو سمجھدار ہیں اس میں مدد لے گا۔ غور کرنے کی بات یہ ہے کہ وہ شخص بہتر رہا جو اپنی محنت اور کوشش کی کمائی کچھ بھی منزل تک نہ لے جاسکا اور چلتے وقت سب کچھ یہیں چھوڑ گیا، یا وہ شخص جس نے ایسی صنعت اور علم حاصل کیا جو ہمیشہ کے لئے کار آمد ہو گیا اور اس مسافرت کے وقت کی تکلیف اور راحت کی کچھ پرواہ نہ کی۔

(الحق المبین بے ثباتی دنیا صفحہ ۱۵)

مزید تفصیل کیلئے پڑھیں الحق المبین ''بے ثباتی دنیا'' صفحہ ۱۲ تا ۱۶

Marfat.com

مذہب

تمام انبیائے کرامؑ، اولیائے عظامؒ، حکما اور عقلا کا یہ متفقہ مذہب ہے اور وہ اس باتِ کو تسلیم کرتے چلے آئے ہیں کہ دُنیا اور جو کچھ دُنیا میں ہے سب فانی ہے۔ اس کی طرف مُنہ نہ کرنا چاہئیے۔

اُنہوں نے اور اُن کے سچّے پیروؤں نے اس طرف نظر نہ کی بلکہ ذاتِ پاک ہی کی طرف ہمیشہ متوجہ رہے۔ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے، کھیتی سے مقصد پھل ہوا کرتا ہے اور پھلوں سے قوت حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے نہ کہ زمین اور پودوں کی سرسبزی ہی سے خوش ہونا۔ صرف حصولِ مقصد، یعنی پھل یا نتیجہ پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ آخرت میں کارآمد وہی شے ہوسکتی ہے، جو اس سے مناسبت رکھتی ہو۔ جسمانیات جہاں ختم ہوجاتی ہے، وہاں روحانیت ہی مفید ہوسکتی ہے۔ اگر کسی نے کچھ روحانیت میں کمالیا تو البتہ وہ دائمی زندگی کو خوشی کے ساتھ پہنچ سکتا ہے۔ جس کا طریقہ بتانے کے واسطے دُنیا وآخرت کی فلاح سکھانے والے نے اپنے فضلِ عظیم سے اپنے سچے کام کرنے والوں کو انبیاءؑ اور رسولوںؑ کی حیثیت سے مبعوث فرمایا اور یوں ہی نہیں بلکہ ایسے دلائل بھی واضح طور پر اُن کے ساتھ کئے کہ کوئی اُن سے انکار نہ کرسکے، اور ہر انسان جسے عقلِ سلیم سے کچھ بھی حصہ ملا ہے، مان جائے کہ بیشک یہ سچّا اور سیدھا راستہ بتانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی یہ عنایت کسی خاص قوم تک محدود نہیں رہی، بلکہ ہر آبادی میں ایسی برگزیدہ ہستیاں آئیں اور انسانوں کو نجات کا سیدھا راستہ بتایا۔ ان سب نے

Marfat.com

توحید کی تعلیم دی۔

کوئی فرد و بشر جس میں کچھ بھی عقل ہے انبیاء والمرسلین علیہم السلام کی تعلیمِ پاک کے فائدوں کا انکار نہیں کرسکتا۔ دُنیا نے جب تک اس پر عمل کیا وہ گوہرِ مراد سے اپنا دامن بھرتی رہی، لیکن رفتہ رفتہ وقت گزرنے کے بعد لوگ ان اولوالعزم ہستیوں کے بتائے ہوئے راستہ میں اپنی لاعلمی، نادانی اور دُنیاوی محبت کی وجہ سے کمی بیشی کر کے فرقہ بندی کے تفرقہ میں پڑ کر بھٹکتے پھرنے لگے اور جب سیدھے راستہ سے دور ہو کر گمراہ ہوگئے اور آپس میں بغض وعناد رکھنے اور لڑنے لگے، تو رفتہ رفتہ ہر گروہ کا راستہ یا مذہب بھی علیٰحدہ ہوتا گیا اور ہر ایک نے اپنا اپنا علیٰحدہ راستہ مقرر کرلیا۔ افسوس یہ ہے کہ اُس مقررہ راستہ پر بھی چلنا چھوڑ دیا اور اپنے مقصدِ حیات کو بالکل فراموش کر کے آپس میں جنگ وجدل شروع کردی۔

(الحق المبین مذہب صفحہ ۱۷-۱۸)

......دُنیا میں جتنے بھی رہنما آئے وہ سب کے سب مسلمان (اللہ کے فرمانبردار) تھے اور اُن کا مذہب اسلام (فرمانبرداری) تھا۔ اللہ تعالیٰ کو شروع ہی سے دینِ اسلام پسند ہے۔ یہ خالص فرمانبرداری اور کامل اطاعت کا طریقہ ہے اور یہی راہِ نجات ہے۔ (الحق المبین مذہب صفحہ ۱۸-۱۹)

......دُنیا میں اس وقت صرف ایک ہی آسمانی کتاب موجود ہے، جس کی صحت میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ اُس کے نازل کرنے والے ہادیٔ مطلق نے کمی بیشی وغیرہ کا سدِ باب کرنے کے لئے اُس کی حفاظت خود اپنے ذمہ لے لی ہے۔ ارشاد باری ہے:

Marfat.com

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ (الحجر آیت ۹ پ ۱۴)	یعنی ہم نے کلام مجید نازل فرمایا اور ہم خود اُس کے محافظ ہیں۔

ہمیں اس کتاب کو اپنا رہبر بنانا لازمی ہے اور اگر ہم اسکو نہ سمجھیں تو کسی اہلِ ذکر سے اس کا مطلب سمجھ لینا چاہیئے۔ کیونکہ نافہموں نے اپنے نفس کی خاطر اُسکے مطالب اور معانی کے رُخ کو اپنی طرف پھیرنے کی کوشش کی ہے۔

(الحق المبین مذہب صفحہ ۱۹-۲۰)

مزید تفصیل کیلئے پڑھیں

الحق المبین

باب ''مذہب''

صفحہ ۱۷ تا ۲۲

ایمان واسلام اور مدارج یقین

اسلام کے معنیٰ فرمانبرداری، ماننا، قبول کرنا، سرکشی اور عناد کو چھوڑنا۔ ایمان اس تصدیق کو کہتے ہیں جو دل اور زبان دونوں سے کی جائے۔

(الحق المبین ایمان واسلام اور مدارج یقین صفحہ ۲۵)

......قولہٗ تعالیٰ:

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ (الحجرات آیت ۱۴ پ ۲۶)	عرب کے دیہاتی کہتے ہیں ہم ایمان لائے اے پیغمبر ﷺ! تم اُن سے کہدو کہ تم ایمان نہیں لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ایمان کا تو ہنوز تمہارے قلوب میں گزر تک نہیں ہوا۔

(الحق المبین ایمان واسلام اور مدارج یقین صفحہ ۲۷)

......یقین کے درجات ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ سے (جب انہوں نے سوال کیا کہ ''الٰہی! مجھ کو دکھادے کہ تو مُردوں کو کیونکر زندہ کرے گا۔'') ارشاد ہوا:

اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ (البقرہ آیت ۲۶۰ پ ۳)	کیا تو ایمان نہیں رکھتا۔

اور آپؑ نے جواباً عرض کیا:

بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ ؕ (البقرہ آیت ۲۶۰ پ ۳)	ہاں یقین تو ہے لیکن اطمینانِ قلب کے لئے (درخواست ہے)

ابراہیمؑ جیسے اولوالعزم پیغمبر پر جن کو خلیل اللہ کا خطاب عطا ہو، کس طرح گمان ہوسکتا ہے کہ اُن کو ایمان نہ ہو اور جسکا انہوں نے اقرار بھی ''بَلٰی'' بے شک، اور ضرور کہہ

Marfat.com

کر فرمایا۔ ظاہر ہے آپؑ باوجود اس یقین کے مزید اطمینانِ قلب چاہتے تھے۔ مطلب یہ تھا کہ علم الیقین، عین الیقین کے مرتبہ میں آجائے گا اور آنکھوں سے دیکھ لوں گا تو دل کو تسکین ہوجائے گی۔ اس یقین کے مراتب و درجات علم الیقین، عین الیقین وحق الیقین تک پہنچتے ہیں اور اسی وجہ سے ایک نبی برحق، عارف اور عام مسلمان کے یقین اور کیفیتِ قلبی میں حسبِ مراتب فرق کیا جاسکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کے بعد علم الیقین، عین الیقین ہے، جس سے انکشافِ حقیقت ہوتا ہے۔ جوں جوں علم بڑھتا جاتا ہے، یقین میں زیادتی ہوتی جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لاکر مرتبۂ حق الیقین پر پہنچ جاؤ اور اطمینان کامل سے مکمل اور مکمل سے اکمل ہوجائے۔

(الحق المبین ایمان واسلام اور مدارج یقین صفحہ ۲۷-۲۹)

Marfat.com

......والدین جو کم سِن بچوں کی پرورش اور پرداخت کرتے ہیں وہ اگر یہودی ہیں تو بچہ کو بھی یہودی، اور اگر نصرانی ہیں تو بچہ کو بھی نصرانی، اور اگر خود آتش پرست ہیں تو بچہ کو بھی آتش پرست بنادیتے ہیں۔ ہر ایک بچہ ماں سے ایسا پاک وصاف پیدا ہوتا ہے کہ اس کا دل آبائی مذہب کے عقائد اور پابندئ خیالات سے بالکل مبرّا ہوتا ہے۔ نہ اس میں کسی چیز کو پسند اور نہ کسی کو ناپسند کرنے کا احساس ہوتا ہے اور نہ کسی سے تعصب کا جوش اسکے سینہ میں موجزن ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ:

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ط
(الروم آیت ۳۰ پ ۲۱)

اللہ کی یہی فطرت ہے جس پر اُس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔

یہ خالی الذہن ہونے کی وہی حالت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کے لئے

چاہتا ہے۔ تاکہ وہ اس کے ذریعہ نورِ ایمان حاصل کرنے کے قابل ہو جائیں۔ پہلے انسان اپنی اصل صفات لئے ہوئے تھا۔ مگر افسوس اندھی تقلیدوں، آبائی باطل پرستیوں اور موروثی تعلیم و جوشِ تعصب سے یہودی، نصرانی، مجوسی، ہندو، جین، برہمن، بت پرست، بودھ، مشرک، کافر اور بخیالِ خود دیندار بن گیا اور اپنے عقیدہ کے اندر لامحدود کو محدود کر دیا۔

...... پرستش کا جذبہ ہر انسان میں موجود ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ سب انسان اللہ پرست نہ ہوں، یا سب میں پرستشِ الٰہی کا جذبہ بلحاظِ پاکیزگی یکساں بیدار نہ ہو، لیکن جذبۂ پرستش ہر انسان میں ہوتا ضرور ہے۔ اگر کوئی اللہ پرست نہ ہوگا تو کسی چیز، کسی خیال، کسی کیفیت یا کسی خواہش کی ضرور پرستش کرے گا اور جس کی جو پرستش کرے وہی اس کا معبود ہے۔

(الحق المبین ایمان واسلام اور مدارج یقین صفحہ ۴۴-۴۵)

...... انسان جس کی پرستش کرے گا، اُس سے قریب ہوتا چلا جائے گا اور اُس کے دل میں معبود کی صفات اور اخلاق جگہ پکڑتے جائیں گے۔ اگر اُس کا لگاؤ یا دلی رجحان کسی مادّی صورت یا خواہش کی جانب ہے تو مادّیت سے اور اگر روحانی حالت یا خواہش کی طرف ہے تو وہ روحانیت سے اثر پذیر ہوگا اور بقدر جذبۂ رجحان و محبت اس کے اوصاف کو اختیار کر لے گا۔ احد کی بےلوث عبادت احد کے فضل سے عابد کو احد کے رنگ سے رنگین کر دے گی۔ (الحق المبین ایمان واسلام اور مدارج یقین صفحہ ۴۵)

...... کامل اطاعت وفرمانبرداری کی طرف کوئی بغیر محبت کے نہیں بڑھ سکتا۔ جب محبت کامل ہو جاتی ہے اور عشق معراج پر پہنچتا ہے تو عاشق معشوق کے رنگ سے

Marfat.com

رنگین ہو جاتا ہے اور اس کا اپنا رنگ باقی نہیں رہتا۔ وہ اپنے اوصاف سے جدا ہو کر محبوب کے اخلاق حاصل کر لیتا ہے اور اُس کو کامل حریت نصیب ہوتی ہے۔

(الحق المبین ایمان واسلام اور مدارج یقین صفحہ ۴۵)

اکثر لوگ بوجہ تعصب و بے بصری یہ خیال کرتے ہیں کہ ولایت کسی غیر مسلم کو حاصل نہیں ہوسکتی۔ ان کو یہ معلوم نہیں کہ جب غیر مسلم صاحبِ ولایت ہوگا تو وہ غیر مسلم نہیں رہ سکتا۔ اگرچہ ظاہر میں اس کا نام اور لباس کسی مذہب و ملت سے تعلق رکھتا ہو۔

قولہٗ تعالیٰ: اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِیۡنَ هَادُوۡا وَالصّٰبِـُٔوۡنَ وَالنَّصٰرٰى مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۝ (المائدۃ آیت ۶۹ پ ۶)	بے شک وہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور اسی طرح یہودی اور ستارہ پرست اور نصرانی ان میں جو کوئی سچے دل سے اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور اچھے کام کرے تو ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم۔

کوئی گروہ، کوئی قوم، کوئی مذہب، کوئی ملت اور کوئی جماعت صفحۂ عالم پر ایسی نظر نہیں آتی جس میں ید قدرت نے قابلِ تعریف ا، ،احب العزت ہستیاں پیدا نہ کی ہوں۔ ہر مذہب اور ہر قوم میں خواہ مسلمان ہو یا ہندو، پارسی ہو یا عیسائی یا بدھ ایسے ایسے افراد پیدا ہوئے ہیں کہ وہ حق آشنا تھے وہ پاک طینت، نیک طبع اور عام لوگوں کے لئے بہترین ہدایت و نظامِ عمل کے رہنما اور خاص لوگوں کے لئے عشق و محبت کی مشعلِ راہ اور توحید و عرفان کے رہبر گزرے ہیں۔ ان کے قلوب میں آفتابِ وحدت کی ضیاء باریوں کا سلسلہ دائمی طور پر جاری اور ساری رہا۔ اور ان کا ہر قول و

Marfat.com

فعل مشیّت و رضائے الٰہی کے عین مطابق تھا۔ انہوں نے قدرت کے بتائے ہوئے صحیح مسلک توحید وعرفان کے خلاف اپنا قدم رکھنا حرام بلکہ قطعی حرام سمجھا۔

(الحق المبین ایمان واسلام اور مدارج یقین صفحہ ۴۶-۴۷)

......اس زمانہ میں ایک قوم دوسری قوم کی نیک باتوں کو بھی جھوٹا اور ان کے تمام ہادیوں کو مکار ودغاباز خیال کرتی ہے۔ ایسے خیالات مسلمانوں کے لئے گناہ ہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ کُل انبیاء علیہم السلام ایک لاکھ چوبیس ہزار یا زیادہ ہوئے ہیں۔ ہر قوم میں مذہب کا بانی، ہوسکتا ہے کہ اس کا نبی ہو۔ مذہبی تعلیم کے مطابق ہر مذہبی پیشوا کے لئے احترام لازمی ہے۔ مذہب کا فرض ہے کہ دوسری اقوام کے بزرگان کے خلاف زبان کھولنے سے باز رکھے اور ان سے مذہبی امور میں جھگڑا کرنے سے روکے۔

جتنا جی چاہے سعی کرو، کُل دنیا ایک ہی مذہب اور طریقۂ عبادت پر نہیں آسکتی۔ کلام مجید فرقانِ حمید کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کردیا ہے کہ دنیا میں قیامِ قیامت تک ہر قسم کے مذہب وملت قائم رہیں گے۔ اور یہ مشیّتِ الٰہی ہے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً (المائدہ آیت ۴۸ پ ۶)	اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک گروہ کردیتا۔
وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا (الحج آیت ۴۰ پ ۱۷)	اور اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرتا، تو بے شک گرادی جاتیں خانقاہیں اور گرجے اور یہود کے عبادت خانے، اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام بہت یاد کیا جاتا ہے۔

فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ (الانعام آیت ۱۴۹ پ ۸)	پس اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت کر دیتا۔

کوئی مذہبِ حق ایسا نہیں ہوتا کہ وہ قومی امتیاز کی بناء پر بنی نوعِ انسان کے درمیان منافرت، بغض اور عداوت کی آگ بھڑکائے، بلکہ وہ اپنے معتقدین میں ایسی وسعتِ قلبی پیدا کرنا چاہتا ہے کہ دنیاوی معاملات میں وہ دوسروں کے اختلاف میں رواداارانہ طریقہ ملحوظ رکھیں۔اس کے علاوہ مذہبِ حق اپنے پیروکاروں کے اندر ایسی زندگی پیدا کرتا ہے جس کے ذریعے مختلف مذاہب کے پیروؤں کے درمیان باہمی صلح، امن اور مفاہمت کا سلسلہ قائم ہو جائے۔مذہبِ حق تطہیرِ قلب اور ایسے اعمالِ حسنہ کا موجب ہوتا ہے، جس سے دوسری اقوام اس کی طرف کھنچی چلی آئیں۔

(الحق المبین ایمان واسلام اور مدارج یقین صفحہ ۴۸-۴۹)

......اسلام امن کا مذہب ہے اور وہ اس لئے آیا ہے کہ دُنیا میں امن قائم کرے۔ اسلام سے مراد احکامِ الٰہی کی اطاعت اور محبتِ خلق اللہ ہے اسلام اپنے پیروؤں کو نہ کسی پر ظلم کی اجازت دیتا ہے نہ کسی کا دل دکھانے کی۔ وہ عفو ودرگزر کا سبق دیتا ہے۔ اسلام میں خدمتِ خلق اللہ، عبادت الٰہی کے مترادف سمجھی گئی ہے۔ یوں تو محبتِ الٰہی ہر مذہب وملّت میں روحِ مذہب کہی جاتی ہے۔ مگر نبی اکرم ﷺ نے اس حقیقت کو صحیح معنوں میں اس طرح بیان فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ سے محبت کرنی چاہو تو اس کی مخلوق سے محبت کرو۔'' (الحق المبین ایمان واسلام اور مدارج یقین صفحہ ۵۰)

......اسلام کے ہر دردمند کو چاہئیے کہ علم وادب کے پُر بہار گلشن کو تعصّبات کے خارِ مغیلاں اور فرقہ وارانہ تنگ نظری سے پاک رکھے۔ بہت سے مدعی اس طرف

Marfat.com

بالکل ملتفت نہیں، وہ نہایت بے باکی سے ادبی میدان میں فرقہ وارانہ مست خرامی کے کمالات دکھاتے ہیں اور مذہبی وقومی تعصب کے ترقی دینے میں مصروف رہتے ہیں۔انہوں نے اپنے خیالات کی نشوونما کے لئے ایک خاص طرح کی فضا تیار کر لی ہے۔انہیں اس سے کچھ بحث نہیں کہ ان کی روش سے دُنیا کو ایک ضررِ عظیم پہنچ رہا ہے۔اس لئے ان کے کلام کی تلخی مذہب اور غیر مذہب والوں کے لئے حد درجہ قابل شکایت ہے۔(الحق المبین ایمان واسلام اور مدارج یقین صفحہ۵۱)

......چونکہ نبوت ختم ہو چکی ہے، سلسلہٗ ولایت قیامِ قیامت تک جاری رہے گا۔ انبیاء علیہم السلام کا ہر قوم وملّت میں آنا آیات بالا سے ثابت ہے۔علیٰ ہذا اولیاء اللہ جو نمونۂ انبیاء علیہم السلام اور ان کے نائب ہیں وہ محض تعلیمِ توحید اور عرفانِ الٰہی کے لئے ہر زمانہ میں ہر قوم کی ہدایت کو آئے اور آتے رہیں گے۔

(الحق المبین ایمان واسلام اور مدارج یقین صفحہ۵۲)

......ایک شہر میں متعدد راستے اور مختلف سڑکیں ہوتی ہیں۔شہر کے ہر مذہب وملّت کے باشندے ان سڑکوں اور گلیوں میں چلتے پھرتے ہیں اور اپنے اپنے محلّوں کے نام سے گلیوں کو موسوم کرتے ہیں۔کیونکہ ہر ایک گلی یا راستہ کا ایک محلّہ سے تعلق ہوتا ہے۔شہر سے باہر جب ایک دور مقام پر جانا ہو تو شہر کے لوگوں کو بلا امتیازِ مذہب و ملّت وہ شاہراہ اختیار کرنی ہوتی ہے جس سے تمام راستے ملحق ہیں۔اسی طرح دوسرے مذاہب شہر کے چھوٹے چھوٹے راستے اور گلیاں ہیں اور مذہبِ حق شاہراہ۔جب تک انسان رسمیات کو مذہب سمجھتا ہے اور پابندیوں میں رہتا ہے ایک دوسرے میں تفریق ہوتی ہے۔لیکن جب طالبِ صادق جویائے حق راہِ مولیٰ

Marfat.com

میں قدم رکھتا ہے تو اس کو وہ شاہراہِ توحید اختیار کرنی پڑتی ہے جس میں نہ مذہب کی رسمی تفریق ہے نہ ملّت کا وہمی امتیاز۔ اسی شاہراہ یعنی صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے ہر مذہب وملت کے لوگ اللہ کی طرف چلتے ہیں اور چلے جائیں گے۔ طَالِبَانِ اِلٰہ کو وصالِ الٰہی کا شوق اندرونی شہر کے عام راستوں اور کوچہ گردیوں سے مستثنیٰ کرکے اُس شاہراہِ حقیقت اور جادۂ مستقیم پر کھڑا کر دیتا ہے جس پر ہر مذہب وملّت کے پُرخلوص متلاشیانِ حق پہنچتے ہیں۔ (الحق المبین ایمان واسلام اور مدارج یقین صفحہ ۵۴)

مزید تفصیل کیلئے پڑھیں

الحق المبین

باب ''ایمان واسلام اور مدارج یقین''

صفحہ ۲۳ تا ۵۴

Marfat.com

فضیلتِ فقر

فقر اللہ تعالیٰ کی بہترین نعمت ہے اور اس کے خاص بندوں کو یہ فضلِ بے مثال اور دولتِ لازوال نصیب ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے:

اَلْفَقْرُ خَزِیْنَةٌ مِنْ خَزَآئِنِ اللّٰہِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْفَقْرُ؟ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَرَامَةٌ مِنْ کَرَامَاتِ اللّٰہِ تَعَالٰی ثُمَّ قِیْلَ مَا الْفَقْرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْءٌ لَا یُعْطِیْہِ اِلَّا الْاَنْبِیَآءَ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَبْدًا کَرِیْمًا۔ (دیلمی فی الفردوس، عیاض الشفاء، جامع الصغیر)

فقر خزانہ ہے خزانہائے اللہ تعالیٰ سے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! فقر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فقر عنایت ہے اللہ تعالیٰ کی عنایات میں سے۔ صحابہؓ نے پھر عرض کیا، فقر کیا ہے؟ آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فقر وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ بجز نبیوں و مرسلین یا بندہ کریم النفس کے کسی کو نہیں دیتا۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا: اے ابوذر! جس طرح تم زمین پر تنہا چلتے ہو اور فرد رہتے ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں فرد ہے۔ وہ پاک صاف چیزوں کو پسند کرتا ہے۔ اے ابوذر! تمہیں میرا رنج والم بخوبی معلوم ہے اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں کس کا مشتاق ہوں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ہی ارشاد فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنے اُن رفیقوں کی ملاقات کا بے حد شوق ہے جو میرے بعد آنے والے ہیں۔ وہ انبیاء علیہم السلام کے مثل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا مرتبہ شہداء کے مانند ہوگا۔ وہ

٢٠٩٢٥
Marfat.com

اپنے ماں باپ، بھائی، بہنوں اور اپنی اولاد سے دور بھاگیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت لولگائے رہیں گے، وہ اپنے مال و دولت کو چھوڑ دیں گے اور اس کی کچھ پرواہ نہ کریں گے۔ اپنے سرکش نفسوں کے غرور اور تکبّر کو توڑ کر عاجزی اور مسکنت اختیار کریں گے۔ خواہشاتِ نفسانی اور محبت دُنیائے دنی سے نفرت کرینگے۔ ان (مجذوبوں) کے دل جوشِ اُلفت سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوں گے۔ انکے کُل کام لوجہ اللہ ہوں گے۔ ان کی روزی ذکرِ الٰہی ہوگی۔ جب ان میں سے کوئی بیمار ہوگا انکے ایامِ بیماری اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہونگے!۔

اے ابوذر! ان کا کچھ اور حال بیان کروں؟ آپؓ نے التماس کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کا ذکر اور فرمایئے۔ ارشاد ہوا اگر ان میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا فوت ہونا ایسا ہوگا جیسے کوئی آسمان والوں میں سے فوت ہو گیا۔ اگر ان میں سے کوئی اپنے کپڑوں میں سے ایک جوں پکڑ کر مارے گا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا مارنا ایسا ہوگا جیسے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے چالیس غلاموں کو خرید کو آزاد کیا اور ان غلاموں میں سے ہر ایک کی قیمت بارہ ہزار دینار ہو اور اس نے ستر حج و عمرہ کیے ہوں۔ اگر کوئی ان کی باہم مکالمت کرے گا تو ان ذکر کرنے والوں کے ہر سانس کے عوض ہزار ہزار بلندئ مراتب کا ثواب لکھا جائے گا۔ اگر ان میں سے کوئی بھی جبلِ بنات کے نیچے دو رکعت نماز ادا کرے اُس کو نوح علیہ السلام کی عمر کے برابر ثواب ملے گا۔

اے ابوذر! اگر تم کہو تو میں ان کی نسبت اور کچھ بیان کروں؟ ابوذرؓ نے عرض کیا یا

رسول اللہ ﷺ! بہتر ہوگا اور ارشاد فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر ان میں سے کوئی ذکرِ الٰہی کی ایک تسبیح پڑھے گا تو اس کا ذکرِ الٰہی کرنا اس شخص کی خیرات و عبادت سے بہتر ہے جس کے ساتھ سیم وزر کے پہاڑ پھریں۔ اگر ان میں سے کوئی آپس میں ایک دوسرے کو دیکھے گا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بیت اللہ کے ایک بار نظر بھر کر دیکھنے سے بہتر ہوگا، جو شخص انہیں خوش کرے اور دیکھے گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور دیکھا۔ اگر کوئی ان کو کھانا کھلائے گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے روبرو کھانا پیش کیا۔ (رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا) اے ابوذر! کیا تم ان کا اور حال سننا چاہتے ہو؟ (ابوذرؓ نے عرض کیا) ''ضرور یا رسول اللہ ﷺ'' ارشاد ہوا کہ جو خاطی اپنے جرموں پر مصر ہوں گے ان کے پاس بیٹھنے اُٹھنے سے وہ اپنے اعمالِ سیۂ سے پاک صاف ہو جائیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر، جامع الصغیر، فوائد و کنز الحقائق)

(الحق المبین فضیلت فقر صفحہ ۵۷-۵۹)

......اولیاء اللہ کی خدمت میں پُر خلوص حاضری باعث ترقیٔ درجات ہے۔ جو لوگ ظاہری علم و عقل کی روشنی میں اولیائے کرام کی صحبت سے گریزاں ہیں وہ اللہ کی راہ سے دور اور گمراہ ہیں۔ حدیث:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّجْلِسَ مَعَ اللّٰهِ فَیَجْلِسْ مَعَ الْفَقِیْرِ (بخاری، ابوداؤد)	جس شخص کو اللہ کے قرب کی آرزو ہو وہ فقراء کی صحبت میں بیٹھے۔

(الحق المبین فضیلت فقر صفحہ ۶۲)

......جس نے اپنی قوتِ ارادی سے صحیح طور پر تتبع ذکر و فکر اور بہ کوشش ریاضت و مجاہدہ کیا اور اپنی زندگی کی منزلیں مرشدِ کامل کی صحبت میں گزار دیں وہ یقیناً بہ

Marfat.com

تفصیلاتِ رسول اللہ ﷺ اور بہ امداد امامِ اولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ، غوث، قطب، ابدال اور نجیب وغیرہ کے منصب پر فائز ہوا۔ مبارک ہیں ایسی قدر افزاء اور حوصلہ افروز ہستیاں جو سلسلہ بہ سلسلہ فنافی الذات کے مرتبہ تک پہنچیں اور اسی جہاں میں خود سے بے خود ہو کر ذَائِقَةُ الْمَوْتِ سے آشنا ہوئیں اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا مزہ چکھا۔ (الحق المبین فضیلت فقر صفحہ ۶۴)

......جن بابرکات ہستیوں کو اللہ تعالیٰ نے ایسی عبادت کا ذوقِ سلیم اور ریاضت کی توفیق عطا فرمائی اور انہوں نے اول سے آخر تک دُنیا و عقبیٰ میں بجز پُر شوق عبادت، پُر محبت ریاضت اور دیدار الٰہی کے اور کچھ آرزو نہ کی۔ عوام کا ایسے اہل اللہ کے ساتھ محبت رکھنا اور ان کا ذکر بکمالِ عقیدت و محبت کرنا، بے مشقت و ریاضت کا ذکر و مجاہدہ اور دُنیا و عقبیٰ کی سعادت حاصل کرنا ہے۔ حضرت معاذؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ذکر الانبیاء والمرسلین من العبادة وذکر الصالحین کفارة (دیلمی فی الفردوس، جامع الصغیر ج ۲ ص ۱۹، الفتح الکبیر للالبانی ج ۲ ص ۱۲۰، فیض القدیر للمناوی ج ۳ ص ۵۶۴، اسراج الصغیر ج ۲ ص ۲۹۹) ''انبیاء اور رسولوں کا ذکر کرنا عبادت اور صالحین (اولیاء اللہ) کا ذکر کرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔'' یہ اُن کے فیوضات و برکات سے مقاماتِ عالیہ پر پہنچنے کی سبیل ہے۔
(الحق المبین فضیلت فقر صفحہ ۶۴)

Marfat.com

حدیث: عَنْ اَبِی مَالِکٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اَللّٰھُمَّ انْصُرْنَا عَلَی الْاَعْدَاءِ لِعِبَادِکَ الْفُقَرَآءِ الْمُھَاجِرِیْنَ

(مشکوٰۃ الحسان المصابیح)

''ابی مالک ؓ سے روایت ہے کہ (منبع نور وضیاء، رہبر راہ مولیٰ) آنحضرت ﷺ نے فرمایا یا اللہ! اپنے (بندگان خاص) فقراء مہاجرین کے وسیلہ سے دشمنوں کے مقابلہ میں ہماری مدد کر۔''

سبحان اللہ! فقرائے کاملین کا کیا مرتبہ ہے کہ اس ذاتِ بابرکات ﷺ نے انہیں اجابتِ دُعا کا واسطہ بنایا۔ کس قدر افسوس ہے اُن پر جو فقراء کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اہلِ توحید و معرفت گو ظاہری مسکینی کی وجہ سے اہلِ دُنیا کے ذہنی خاکہ میں ذلیل اور کتنے ہی بے قدر کیوں نہ ہوں، فی الحقیقت اللہ و رسول ﷺ کے نزدیک یہی لوگ عزیز اور بڑے مرتبہ والے ہیں۔ ہمارے مہربان شفیع المذنبین ﷺ، ان قابلِ قدر بزرگ ہستیوں کی نسبت فرماتے ہیں کہ فقیر کی ہستی کُل مخلوق سے بہتر ہے۔ (الحق المبین فضیلت فقر صفحہ ۶۷-۶۸)

......الحدیث: حُرْمَۃُ الْفَقِیْرِ الْمُؤْمِنِ عِنْدَ اللّٰہِ اَعْظَمُ مِنْ سَبْعِ سَمٰوٰتٍ وَّسَبْعِ اَرْضِیْنَ وَالْجِبَالِ وَمَا فِیْھِنَّ وَالْمَلَآئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ

(مشکوٰۃ، طبرانی)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک ملائکہ مقربین، سات آسمانوں، سات زمینوں، کل پہاڑوں اور جو کچھ ان میں ہے ان سب سے فقراءِ موحدین (یا دوسرے لفظوں میں عرفائے کاملین) کی حرمت بہت بڑی ہے۔

..............................(الحق المبین فضیلت فقر صفحہ ۶۸)

Marfat.com

......آنجناب علیہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

خَیرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ فُقَرَائُھَا (بخاری و مسلم) | اِس اُمت کے بہتر لوگ فقراء ہیں۔

..........................(الحق المبین فضیلت فقر صفحہ ۶۸)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا:

یَا رَبِّ مَنْ اَحِبَّاؤُکَ مِنْ خَلْقِکَ حَتّٰی اُحِبُّھُمْ لِاَجْلِکَ فَقَالَ کُلُّ فَقِیْرٌ (سنن ترمذی) | اے میرے پروردگار! تیری مخلوق میں سے کون سے لوگ تیرے دوست ہیں تاکہ میں بھی انکو تیری رضا کیلئے دوست رکھوں، جواب ملا کہ ہر فقیر میرا دوست ہے۔

صحبتِ فقراء کا فیض سبحان اللہ بارک اللہ عجب نفع بخش اور فائدہ انگیز ہے۔ جس کو اللہ رب العالمین بلند اقبال اور خوش طالع پیدا کرتا ہے اس کے دل میں فقراء کا خیال ڈالتا ہے۔ جن لوگوں پر رحمتِ ازلی و فیض لم یزلی ہوتا ہے وہ دولتِ فقر کی قدر جانتے ہیں۔ اے لوگو! فقراء کو تلاش کر کے ان کی قربت اختیار کرو۔ ان کی خدمت سے تم کو ایسا فیض پہنچے گا جیسے آفتاب سے ماہتاب اور ستاروں کو پہنچتا ہے۔

حضرت رسولِ مقبول علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا:

حُبُّ الْفُقَرَآءِ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ (دیلمی فی الفردوس) | فقراء کی محبت جنت کی کنجی ہے۔

..........................(الحق المبین فضیلت فقر صفحہ ۷۱)

سالکوں کو چاہیئے کہ اپنے ظاہری اعمال و عبادات کو مطعونِ خلائق بنائیں اور اپنے باطن کو ریا و کدورت سے پاک رکھیں۔ کوئے دلدار کا ساکن وہی ہے جس کا دل ہر حال میں مشغول بحق ہو۔

Marfat.com

ان کی روحیں اپنی اصل کی طرف راجع ہونے سے جمالِ الٰہی کے نظارے میں رہتی ہیں۔ عارف اگرچہ بظاہر اس عالم میں موجود ہوتا ہے لیکن وہ اپنی ہستی موہومہ سے گزر کر، حق کی طرف سفر کر کے، ہستی مطلق تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کا نام ونشان بھی نہیں رہتا اور ہمہ تن کچھ اور ہی بنا دیا جاتا ہے۔ (الحق المبین فضیلت فقر صفحہ ۷۷)

......حدیث قدسی: اَلْاَوْلِیَآءُ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُوْنَهُمْ غَیْرِیْ (سرالاسرار، عین الفقر)	میرے اولیاء میرے دامنِ رحمت کے نیچے چھپے ہوئے ہیں۔ ان کو سوائے میرے کوئی نہیں پہچان سکتا۔

......(الحق المبین فضیلت فقر صفحہ ۷۹)

...... جب تک عاشقانِ الٰہی کی کماحقہٗ فرمانبرداری، تابعداری اور پیروی نہ کی جائے اس وقت تک حق کی یافت غیر ممکن ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ (النساء آیت ۵۹ پ ۵)	اے مسلمانو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی (خلوص نیت سے) اطاعت کرو اور ان لوگوں کی اطاعت کرو جو تم میں صاحب امر ہیں۔

علمائے ظاہر کے نزدیک اُولِی الْاَمْرِ سے صاحبانِ حکومت، سردارانِ فوج، اربابِ رائے، اربابِ عقل، مجتہدین، علماء اور فقہاء (بشرطیکہ فاسق و فاجر نہ ہوں اور متبعِ شرع ہوں) مراد ہیں۔ لیکن عارفان باللہ کے نزدیک اُولِی الْاَمْرِ سے مراد رہبرانِ کامل و مرشدانِ واصل ہیں جو بمقتضائے حدیث مَالِکُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ہیں۔ طالب کو خلوص دل سے ان کی فرمانبرداری کرنی چاہیئے۔

(الحق المبین فضیلت فقر صفحہ ۸۲)

مَنْ عَادَ اللّٰهِ وَلِیًّا فَقَدْ بَارَزَ اللّٰهَ مُحَارِبَهٗ (بخاری، کتاب الانبیاء، کتاب الرقاب ج ۳/۱۴۲۲)	جو شخص اللہ کے ولی سے دشمنی رکھے اس نے اللہ کے ساتھ لڑائی کا اعلان کیا۔

Marfat.com

اے لقاء الرحمٰن کی آرزو کرنے والو! اے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ پاک ﷺ کو ماننے والو! اگر تم اپنی ظاہری اور باطنی بہتری چاہتے ہو تو اولیاء الرحمٰن، قلندرانِ باصفا اور فقرائے کاملین کو تلاش کر کے اُن کی پُر خلوص خدمت کرو۔ عقیدت بھرے دل لے کر ادب سے اُن کی صحبت اختیار کرو اور اُن کے ارشادات پر حتی المقدور عمل کرنا اشد ضروری سمجھو۔ (الحق المبین فضیلت فقر صفحہ ۸۴-۸۵)

......خواہ بظاہر کتنا ہی بڑا عالم ہو، کیسا ہی مشہور شیخِ طریقت ہو، لیکن جو دُنیا و زینتہا کی اُلفت میں مبتلا ہو، اُس سے بچو اور خصوصیت سے ہر اُس شخص سے دور بھاگو، جس کا قلب اللہ تعالیٰ کے ذکرِ پاک سے غافل ہے۔ اس کی اطاعت تم کو ہرگز نہ کرنا چاہیئے، ورنہ تم برباد ہو جاؤ گے۔ وہ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنُ جس سے زیادہ تم پر کوئی مہربان نہیں، تمہاری ہی بہتری کے لئے حکم دیتا ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا (الکہف آیت ۲۸ پ ۱۵)

اور تو اپنی ذات کو اُن لوگوں کے ہمراہ رکھ جو صبح و شام اپنے پروردگار کو یاد کرتے ہیں اسکی ذات کے طالب ہیں اور تمہاری آنکھیں اُن کی طرف سے نہ پھریں، کہ تم دُنیاوی زندگی کی آرائش چاہنے لگو گے اور اُس کی اطاعت نہ کرنا جس کا قلب ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے۔

مزید تفصیل کیلئے پڑھیں

الحق المبین

باب ''فضیلتِ فقر'' صفحہ ۵۵-۸۶

Marfat.com

ترک دنیا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا ایسے شخص کا گھر ہے، جس کا گھر نہیں ہے اور ایسے شخص کا مال ہے جس کا مال نہیں ہے۔ (یعنی دنیا کے گھر کو گھر اور مال کو مال کسی طرح نہیں کہا جا سکتا) اور دنیا کے واسطے وہ جمع کرتا ہے، جس کو عقل نہیں ہے۔ (احمد)

(الحق المبین ترک دنیا صفحہ ۸۸)

......رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے: تم لوگ فنا ہونے والی چیز کو باقی پر اختیار نہ کرو۔ (احمد) (الحق المبین ترک دنیا صفحہ ۸۹)

......اے عزیز! دنیا میں تُو مثل مسافر کے ہے۔ یہ راہ پُر خار دشوار گزار ہے، جس میں بلا سواری سفر نہیں ہو سکتا۔ تُو سواری کے ذریعے سفر کر رہا ہے۔ راکب یعنی روح اور چیز ہے اور تیرا جسم (مرکب) اور چیز ہے۔ تو دھوکے میں آ گیا ہے کہ اپنے آپے اور جسم میں فرق نہیں کر سکتا۔ سواری کو سواری سمجھ۔ اور اپنے کو پہچان تا کہ تجھے اپنی کم عقلی اور صحبتِ جسم کے باعث غیر جنس سے جو محبت ہو گئی ہے اس سے بچے اور سچی راحت و تکلیف میں فرق معلوم ہو۔ تجھے سواری کی تکلیف و راحت اپنی تکلیف و راحت معلوم ہوتی ہے۔ اپنی تکلیف و راحت کو تُو سواری کے نشۂ محبت میں بھولا ہوا ہے۔ اگر تو نے اصل معاملے کو سمجھ لیا تو تیری منزل سہولت سے کٹ جائے گی۔

(الحق المبین ترک دنیا صفحہ ۸۹)

......تُو جہاں ہے اور جو کچھ خلاف حق کر رہا ہے، اس کا نام دنیا ہے۔

(الحق المبین ترک دنیا صفحہ ۸۹)

Marfat.com

......طالب جب تک دنیا اور اس کی لذتوں میں منہمک ہے، عالمِ روحانیات سے دور رہے گا۔ کیونکہ دنیا اور دنیوی زندگی ایک موہوم خیال ہے۔ دھوکے کے پیچھے دوڑ کر، حقیقت کو نہیں پایا جا سکتا۔ (الحق المبین ترک دنیا صفحہ ۹۳)

......دنیا سے عدم دل بستگی اور اَللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ کی طرف کامل اخلاص اور پوری یک جہتی سے متوجہ ہونا، قرآن اور احادیث کی بنیادی تعلیم ہے۔
(الحق المبین ترک دنیا صفحہ ۹۴)

......شیطان دُنیا کی محبت کی راہ سے دل میں درآتا ہے۔ جب تک سالک کے پاس دنیا کی کوئی چیز موجود ہے شیطان سے بے خوف نہ رہنا چاہیئے۔
(الحق المبین ترک دنیا صفحہ ۹۸)

......دُنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کل قیامت کے روز تو جناب باری میں اپنی غفلت شعاری کی وجہ سے شرمسار ہو۔ کل تجھ کو وہی کاٹنا ہو گا جو آج بویا ہے۔
(الحق المبین ترک دنیا صفحہ ۱۰۶)

......دُنیا صرف مال و جاہ کی محبت کا نام نہیں ہے، بلکہ مخلوق کے ساتھ مخصوص انداز سے محبت و دل بستگی رکھنا، اس کے قصوں میں مصروف رہنا، اس کے جھگڑے بکھیڑے میں ہر وقت منہمک رہنا۔ غرضکہ موت سے پہلے طلب حق کے علاوہ جس حالت میں زندگی بسر ہو یہ سب دُنیا ہے۔ البتہ جس چیز سے ذکرِ الٰہی اور فکرِ حق کو مدد ملے اور جو مشغلہ حصولِ معرفت کے لئے معاون ہو تو وہ انہماک اور مصروفیتِ دنیا سے مستثنیٰ ہے۔ (الحق المبین ترک دنیا صفحہ ۱۰۷)

......جو شخص دُنیا کے محدود حلقے میں رہتے ہوئے اس کو اپنا اصلی مقصد سمجھ کر اغراض و

Marfat.com

مقاصد سے زیادہ رات دن دُنیا طلبی میں مصروف، سرگرداں اور پریشان رہتا ہے اس کو بہت سی ایسی الجھنیں پیش آتی ہیں کہ سلجھائے نہیں سلجھتیں۔ وہ اپنی چاہتوں کا شکار بن جاتا ہے۔ اس کی طلب کبھی ختم نہیں ہوتی اور حرص بڑھتی رہتی ہے۔ جو اُس کو ہمیشہ رنج والم میں مبتلا رکھتی ہے۔ (الحق المبین ترک دنیا صفحہ ۱۰۸)

قولہٗ تعالیٰ: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (ھود آیت ۱۵-۱۶ پ ۱۲)

جو شخص دنیاوی زندگانی اور اس کی آرائش چاہتا ہو، انہیں ہم دُنیا میں ان کے اعمال (کے بدلے پورے) دیں گے انہیں اس میں کم نہ دیا جائے گا (مگر) یہی لوگ ہیں کہ آخرت میں ان کے لئے سوا آگ کے کچھ نہیں ہے اور جو کچھ انہوں نے دُنیا میں کیا تھا ضبط ہو گیا اور جو کچھ کر رہے تھے وہ باطل تھا۔

طالب مولا کا فرض ہے کہ دُنیا کی محبت سے بچے اور دل کو غیر اللہ سے پاک و صاف رکھے۔ کیونکہ دُنیا سے کنارہ کئے بغیر نورِ حق کے لئے سینہ نہیں کھلتا۔ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نور کے لئے سینے کے کھلنے کی پہچان یہ ہے کہ دارِ غرور یعنی دُنیا سے کنارہ کرنا اور دارِ آخرت کی طرف جھکنا اور موت آنے سے پہلے اُس کا سامان مہیا کرنا۔ (بیہقی) (الحق المبین ترک دنیا صفحہ ۱۲۰-۱۲۱)

......جس زنجیر میں تو بندھا ہے اس کو توڑ دے۔ جب تو گرد و غبارِ جسمانی سے پاک ہو جائے گا تو نجات حاصل کر لے گا۔ جسمانی تعلق کو چھوڑ کر روحانی حسن کے جلوۂ راز کی طرف متوجہ ہو۔ کیونکہ مٹی تاریک ہے اور دل مظہر انوارِ الٰہی۔ تیرا جسم بھٹی ہے اور دل باغ و بہار۔ جس قدر دل گرد و غبارِ علائق سے پاک و صاف ہو گا اسی قدر

تجھ کو نورِ وحدت زیادہ حاصل ہوگا۔ دُنیا داروں کی طرح تو سُراب کا تعاقب مت کر۔ (الحق المبین ترک دنیا صفحہ ۱۲۲)

......جو شخص دلفریب دُنیا کا عاشق، اس کی ظاہری دل کش چیزوں کا شیدا اور اپنی حسرت بھری نفسانی چاہتوں پر فریفتہ ہو وہ اپنے دل میں کُل گناہوں کو جگہ دیتا ہے۔ جس کے دل میں دُنیائے فانی کی جڑ تر و تازہ ہو وہ آخر کار ایک روز اس کو درخت پُر خار بنا ہوا دیکھے گا اور اپنی بداعمالی کے اثمارِ تلخ و بدمزہ بادل ناخواستہ چکھے گا۔ (الحق المبین ترک دنیا صفحہ ۱۲۳)

اے طالب حق ۔۔۔! غور کر کہ تو کس کی مِلک ہے ۔۔۔؟ اللہ تبارک وتعالیٰ کی، یا دنیا مردُودہ کی ۔۔۔؟ اگر تیرا مولا وہی ہے جو کُل کائنات کا واحد مالک ہے تو دُنیا کے لئے یا کسی اور کے واسطے کیوں کوئی کام کرتا ہے ۔۔۔؟ نیک غلام تو اپنے مہربان مالک ہی کو دوست رکھتا ہے اور جو جس کو دوست رکھتا ہے، اس کا اور اُس کے دیدار کا آرزومند ہوتا ہے۔ تو اپنے مالک کے علاوہ دوسروں کا کیوں گرویدہ ہے ۔۔۔؟ یاد رکھ کہ غیروں کی اطاعت اور غلامی تیرے لئے سخت مضر ہوگی اور تو اپنے مالک کی نگاہِ کرم کو کھو دے گا۔

اے عزیز ۔۔۔! مالک مہربان کی محبت میں نفس و نفسانیت سے توبہ کر اور اس طرح رہ کہ گویا تو خودی سے مر گیا ہے اور مرے پر بھی تین دن گزر چکے ہیں، پھر اُس تمام پاکیزگیوں اور تعریفوں والے مالک کی رحمتوں کی پیاری بہار دیکھ۔ (الحق المبین ترک دنیا صفحہ ۱۲۳)

مزید تفصیل کیلئے پڑھیں

الحق المبین باب ''ترکِ دنیا'' صفحہ ۸۷ تا ۱۲۳

Marfat.com

توبہ

انسانی زندگی بمنزلۂ ایک سفر کے ہے، لہٰذا اس کی جملہ حرکات وسکنات خواہ ظاہری ہوں یا باطنی، سفر کی صورت لیے ہوئے ہیں۔ انسان کو عالمِ نیستی سے ہستی یا بے صورتی سے عالمِ صورت میں لایا گیا ہے۔ یہ متضاد صورت اُس کے واسطے کیوں ظاہر ہوئی۔ محض اس لئے کہ وہ اپنی ماہیت کو جانے۔ نیستی اپنی پہچان سے قاصر ہے، جب تک اپنی ضد یعنی ہستی میں قدم نہ رکھے۔ بے صورتی اپنی شناخت سے عاجز ہے جب تک صورت کے پردہ میں جلوہ آرا نہ ہو۔! اسی تبدیلی کا نام سفر ہے اور اسی کو "توبہ" کہتے ہیں۔ (الحق المبین توبہ صفحہ ۱۲۴)

......ادنیٰ مقام سے ترقی کر کے اعلیٰ مقام کو سفر کیا جائے۔ ادنیٰ مقام سے اس قدر پرہیز کیا جائے کہ اس طرف کبھی خیال بھی نہ ہو۔ (الحق المبین توبہ صفحہ ۱۲۵)

......آنحضرت ﷺ نے بذریعۂ کلام اللہ واحادیث، درستی وآراستگی بطون کے لئے جو تعلیم دی ہے، وہ مسلمہ ہے۔

......درستی بطون وتکمیلِ انسانی کا مقصد کیا ہے؟ جاہل سے عارف بننا۔

......یہی تکمیلِ انسانی اور منزلِ سفر ہے ورنہ حیوان اور انسان میں کوئی فرق نہیں۔

(الحق المبین توبہ صفحہ ۱۲۶)

......روح کا درجہ بدرجہ مناسب تربیت نہ پا کر ترقی نہ کرنا، بے انتہا حقیقی مسرتوں اور اعلیٰ مرتبے سے محرومی کا باعث ہے جو اس کے لئے بڑا دردناک عذاب ہے۔

(الحق المبین توبہ صفحہ ۱۲۷)

Marfat.com

......منازلِ سفر جو شارع اِسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے آراستگی بُطون کیلئے مقرر فرمائی ہے، انہی منزلوں میں سے ایک منزل کا نام توبہ ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ گزشتہ منزل سے پرہیز اور آئندہ منزل کے لئے تیاری کی جائے۔ طالبِ ذات یعنی مسافر کو اس امر کی ضرورت ہے کہ جس منزل کو طے کرے اس سے توبہ کرنا چاہئیے اور شاطری سے قدم برابر مارے چلا جائے۔ یہاں تک کہ فَنافی الذّات ہو جائے۔ اگر کسی درمیانی مقام پر ٹھہرے گا یا گزشتہ منزلوں پر لوٹ آنے کا ارادہ کرے گا تو وقتِ عزیز ضائع ہوگا اور اندیشہ ہے کہ موتِ اضطراری سے پہلے تکمیلِ مقصد نہ کر سکے۔

(الحق المبین توبہ صفحہ ۱۲۷-۱۲۸)

صالحین کی توبہ باطنی اخلاقِ مذمومہ سے اور متّقین کی توبہ تواہم اور شک کے مقامات سے، اہلِ محبت کی توبہ غفلت سے جو ذکرِ الٰہی کی فراموشی کا باعث ہے، عارفین کی توبہ کسی مقام پر ٹھہرنے سے ہوتی ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے لئے بے انتہا مقامات ہیں، عارف کی توبہ کے لئے بھی کوئی حد نہیں۔ (الحق المبین توبہ صفحہ ۱۲۸)

......اس کا مطلب یہ ہے کہ سالک کے لئے جس مرتبے پر وہ ہے اس سے اعلیٰ مرتبے پر پہنچنا فرض ہے۔ ورنہ سلوک سے رہ جائے گا۔ اگر سالک سفرِ سلوک میں توقف کرے اور آگے نہ بڑھے تو یہ اس کے لئے گناہ ہے۔ (الحق المبین توبہ صفحہ ۱۳۰)

......توبہ کی تین قسمیں ہیں۔ توبہ عام لوگوں کی گناہوں اور کفر و شرک سے۔ توبہ خاص لوگوں کی خوفِ عذاب، منہیات سے اور بجا آوریٔ اوامر و نواہی، طلبِ ثواب، سعادت، صلاحیتِ قلب، اطمینانِ قلب اور عبادت پر تکیہ کرنے سے۔ توبہ اخص الخاص خودی، استکبار، پندارِ ہستی، شعورِ طاعت اور گناہ کی خطرات کے دل میں آنے

Marfat.com

سے واجب ہوتی ہے۔ نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنھَا اگر اُن کی طبیعتوں میں خطراتِ غیر اللہ کا ذرا وسوسہ آ جائے تو وہ توبہ کرتے ہیں۔ اس لئے کہ اگر حجابات ماسوائے اللہ میں سے اُن کے قلب پر ایک پردہ بھی رہ جائے تو جلوۂ شاہدِ حقیقی کا مشاہدہ نہ ہوگا۔ بلکہ وہ توبہ سے بھی تائب ہوکر مقبولِ الٰہی ہو جاتے ہیں۔ یہ توبہ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے عظامؒ کی ہے۔ توبہ خود بینی کے ساتھ توبہ نہیں بلکہ دوسری توبہ کی محتاج ہے۔ (رابعہ)

(الحق المبین توبہ صفحہ ۱۳۲)

ظاہری گناہ سے توبہ کرنے کے بعد غفلت کے باطنی گناہ سے تائب ہونا چاہیئے اس توبہ کا نام ''توبہ خاص'' ہے۔ (الحق المبین توبہ صفحہ ۱۳۳-۱۳۴)

......مرنے سے پہلے اپنے نفس، خواہشات اور ارادوں پر پانی پھیر دے اور ہستیٔ موہوم کو دریائے محبتِ الٰہی میں حُباب کے مانند فنا کر دے تا کہ تو بے تکلف و بے باکانہ طور سے منزلِ مقصود پر پہنچ جائے۔ عارف باللہ بابِ خلق اور کُل اسباب و حیلوں سے گزر کر حق تعالیٰ تک پہنچ جاتے ہیں۔ ایسی فنا چاہنے والے اللہ کے نزدیک بہتر و افضل ہیں۔ (الحق المبین توبہ صفحہ ۱۳۶)

مزید تفصیل کیلئے پڑھیں

الحق المبین

''توبہ''

صفحہ نمبر ۱۲۴ تا ۱۳۶

Marfat.com

علمائے بدعمل

کسی کا مال ناحق چھین لینا، یا کسی کو بلاوجہ ستانا اور برباد کرنا، ہر معاشرے میں نہ صرف بُرا سمجھا جاتا ہے، بلکہ مختلف قوانین کی رُو سے، ایسے جرائم کا مرتکب بلحاظ نوعیتِ جرم، سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ بلاوجہ قتلِ عمد کی سزا ہر قوم میں کافی سخت رکھی گئی ہے۔ لیکن مضرت جرم کے وسیع ہونے کی وجہ سے فتنہ وفساد پھیلانا قتلِ عمد سے بھی شدید جرم ہے۔ (الحق المبین علمائے بدعمل صفحہ ر۱۳۸)

......حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

اَخوَفُ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ مُنَافِقٌ عَلِیْمُ الِّسَانِ (بخاری ومسلم)	یعنی مجھے سب سے زیادہ اپنی اُمت کے لئے منافق علماء سے خوف ہے۔ (جن کا ظاہر اچھا اور باطن خستہ خراب ہے)
اَخْـوَفُ مَـا اَخَـافُ عَـلٰی اُمَّتِیْ اَلْعُلَمَاءُ السُّوْءُ (بخاری)	میں سب سے زیادہ اپنی اُمت کے بارے میں بُرے علماء سے ڈرتا ہوں۔

کسی قوم کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی ترقی یا تنزل کا انحصار عموماً قوم کے ان افراد پر ہوتا ہے جن سے کسی نہ کسی حد تک اس کی رہنمائی متعلق ہوتی ہے۔ مسلمانوں کی رہنمائی کی باگ ڈور شروع ہی سے علمائے اُمت کے ہاتھوں میں رہی ہے۔ جب تک یہ گروہ پاک باطن اور صالح رہا مسلمان برابر ترقی کرتے رہے۔ لیکن مرور زمانہ کے ساتھ جب علمائے اُمت دُنیاوی زندگی، مال ودولت اور لذات جسمانی کی طرف مائل ہو گئے تو اُن کے پیروی کرنے والوں کے دلوں میں بھی اِن

Marfat.com

مہلکات نے گھر کرلیا اور رفتہ رفتہ وہ تمام اخلاقی اور روحانی خوبیوں سے دور جا پڑے۔(الحق المبین علمائے بدعمل صفحہ ۱۳۹)

......نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں اسلام میں مقلّد، غیر مقلّد، شیعہ، سُنّی، نیچری، وغیرہ کا ایک فرقہ بھی نہ تھا، وہ صرف مسلمان تھے اور خلوص، محبت، اتفاق، ہمدردی، اتحادِ قلبی اور جمیع اعمالِ شائستہ اور اخلاقِ حمیدہ سے متصف تھے۔لیکن آج اسلام میں یک جہتی مفقود ہے۔کیوں اور کس کے ہاتھوں اسلام کے اس قدر ٹکڑے ہوئے ہیں-؟ کیا نادان اور بے علم مسلمانوں کے ہاتھوں-؟ نہیں، ہرگز نہیں۔

(الحق المبین علمائے بدعمل صفحہ ۱۴۱)

......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَالِكٌ لَمْ يَنْفَعُهُ اللهُ بِعِلْمِ (مشکوٰۃ)	سخت ترین لوگوں میں ازراہ عذاب کے قیامت کے روز وہ عالم ہوگا جس کو اللہ نے اُس کے علم سے نفع نہ دیا۔

نیز ارشاد ہے:

وَيْلٌ لِلْجَاهِلِ مَرَّةً وَدَيْلٌ لِلْعَالِمِ سَبْعَ مَرَّةٍ (مشکوٰۃ)	افسوس ہے جاہل کے لئے ایک بار اور عالم کے لئے سات بار۔

نماز پڑھنے کی اُجرت، اذان دینے کی اُجرت، وعظ کہنے کی اُجرت حتیٰ کہ ایصال ثواب کیلئے اور نمازِ تراویح میں قرآن خوانی تک کی بھی اُجرت مقرر کر کے خوشی خوشی وصول کی جاتی ہے۔ایسی صورت میں کیا ان عبادات میں للّٰہیت کا شائبہ بھی باقی رہتا ہے۔کیا یہ سب کچھ رسمیات کے تحت اور نفسانیت کیلئے نہیں ہو رہا ہے۔؟

(الحق المبین علمائے بدعمل صفحہ ۱۵۲)

Marfat.com

......حضرت ابی کعبؓ وعبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اہل صفہؓ میں سے ایک شخص کو کچھ قرآن پڑھایا تھا۔ پھر اُس نے اُن کو ایک کمان بطور ہدیہ بھیجی (یاد رہے کہ کمان بطور اُجرت نہیں بحثیت ہدیہ بھیجی گئی تھی) پس اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تجھ کو پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو آگ کی کمان کا طوق پہنائے تو اس کو قبول کرلے۔ پس انہوں نے واپس کردی۔ (ابوداؤد)

...... یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مسلمان سخت ترین معاشی تنگیوں میں مبتلا تھے لیکن اُس کے باوجود دینی تعلیم کی وجہ سے ہدیہ بھی قبول کرنے سے حضور رحمت للعالمین ﷺ نے اپنے صحابیؓ کو روک کر آئندہ کے لئے نظیر قائم فرمادی اور نیک عمل کو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہی کرنے کی ہدایت فرمائی۔ ان کو افلاس کا خیال کھاتا رہتا ہے اور وہ ارشاد نبوی ﷺ الفقر فخری (عیاض فی الشفا) کو نہیں سمجھتے اور اس انمول گوہر کو پسند نہیں کرتے جس کی قیمت کوئی دولت ادا نہیں کرسکتی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فقیری کو کل اوصاف حمیدہ سے زیادہ دوست رکھتا ہے اور فقرائے کاملین کا بہترین دوست اور مددگار ہے۔ (الحق المبین علمائے بدعمل صفحہ ۱۵۴)

کیا چوری، رشوت ستانی، سود، دغا وفریب، ظلم وستم اور دوسری صریح حرام کمائیوں سے حاصل کی ہوئی رقم کا تعمیر مساجد یا دوسرے عبادت کے کاموں میں، ازروئے شریعتِ اسلام صَرف کرنا جائز ہے۔؟ کیا حلال کمائی سے نہ بنی ہوئی مساجد حقیقتاً مساجد کہی جاسکتی ہیں۔ کیا شریعتِ اسلامی کے احکام کے خلاف حاصل کیے ہوئے سرمائے سے خریدے ہوئے مصلّوں اور صفوں پر نماز کی ادائیگی یعنی اس عظمت وجلال والے کے حضور میں جس نے ناجائز طریقے سے سرمایہ حاصل

Marfat.com

کرنے کی سختی سے ممانعت فرمائی ہے، حاضری دینے میں کوئی حرج نہیں۔؟ (الحق المبین علمائے بدعمل صفحہ ۱۵۷)

اگر کوئی متقی اور پرہیزگار عالم، اپنے راسخ العلم اسلاف کی پیروی کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں سے محنت و مشقت کر کے، کاندھے پر چھڑی رکھ کر بکریوں کا گلہ چرا کر، جنگلوں سے ایندھن تلاش کر کے یا برتنوں پر قلعی، جوتوں کی مرمت یا کوئی اور پیشہ اختیار کر کے خالصاً لوجہ اللہ طلباء کو علم دین سکھائے اور ایسی مساجد میں، جن میں دُنیوی زیب و زینت نہ ہو، مسلمانوں کی امامت کرے اور اُن کو تزکیۂ نفس کے سبق دے، تو اندازہ کیجئے، ایسی نمازیں کس قدر روحانی ترقی کا باعث ہوں گی اور ایسی پندونصیحت کس قدر نتیجہ خیز ہوگی۔؟ ایسے علماء کی کلام اللہ میں بھی تعریف کی گئی ہے اور احادیث میں تو ان کے قابل رشک فضائل آئے ہیں یہاں تک کہ ان کو انبیاء کا وارث فرمایا گیا ہے۔ (الحق المبین علمائے بدعمل صفحہ ۱۶۹)

......حدیث: العلماء افضل الناس بعد الانبیاء (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۴۲۸)	علماءِ باعمل انبیائے کرام کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر ہیں۔
اَلْعُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَالْاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ بِسَبَبِ الزُّهْدِ وَاتَّعَبُّدِ وَالرُّشْدِ وَالْاِرْشَادِ (ابوداؤد، دیلمی فی الفردوس)	میری اُمت کے عالم باعمل ترک دنیا، ادائے عبادت، راہِ حق پانے اور تلقین کرنے کی وجہ سے بنی اسرائیل کے نبیوں کے مانند ہیں۔
....	(الحق المبین علمائے بدعمل صفحہ ۱۷۲-۱۷۳)
تَعَوَّذُ بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ	فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ، پناہ مانگو اللہ کی جب الحزن سے۔ کہا یا رسول اللہ ﷺ جب

Marfat.com

وَادِیٌ جَهَنَّمَ یَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمَ کُلَّ یَوْمٍ اَرْبَعَه مَاۃٍ مَرَّۃٍ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللهِ وَمَنْ یَدْخُلُه قَالَ الْعُلَماءُ وَالْقُرَّاءُ لُمَرَائِیْنَ بَاعْمَالِهِمْ (مشکوٰۃ، ترمذی)

الحزن کیا ہے۔؟ فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے، جس سے جہنم بھی روزانہ چارسومرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ کہا اس میں کون داخل ہوگا۔؟ فرمایا علماء اور قاری جوریاکاری کریں۔

...........................(الحق المبین علمائے بدعمل صفحہ ۱۷۵۔۱۷۶)

......اگر تم نے سچائی وہمت سے کام لیا، رحمت باری تمہاری معصوم ہستی کو جھانکنے لگے گی۔ پھر تم مقرب ہوجاؤ گے۔ تمہارا اُجڑا ہوا چمن جو جہالت کے ہاتھوں پامال ہوچکا ہے۔ پھر ہرا بھرا ہوجائے گا اور اسی دھوم سے بادِ بہاری چلنے لگے گی ۔۔۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○ (النساء آیت ۶۴ پ۵)

اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب ﷺ تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ﷺ ان کی شفاعت فرمادیں تو اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

کاش! تم سمجھتے ۔ میرے پاس ایک پیغام ہے۔ اور میں آپ کو اس حقیقت سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے دل کی سب سے بڑی آرزو دُنیا ہے یعنی دُنیا و زینتھا کی اُلفت آپ کے قلب پر چھائی ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے حق اس میں نہیں پہنچتا۔ اس کو ترقیِ روحانیت کا منافی سمجھنا چاہیئے۔ اس چمن دہر میں اللہ اور انسانیت کے درمیان تعلق پیدا کرنے کیلئے زہد خشک اور نمائشی اعمال سے کام نہ چلے گا آپ کو مناسب ہے کہ نہایت اولوالعزمی وقائم مزاجی سے دُنیا میں رہتے ہوئے

Marfat.com

مقامِ معرفت پر پہنچنے اور مقبول ہونے کی کوشش کریں۔ روح کو تسکین پہنچانے کیلئے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرامؒ کے مانند عملی جامہ پہن کر اس جان قدس کے لئے اپنی تمام توجہ اور مصروفیت وقف کر دیں۔ اس غفلت خانے کی محبت دل سے دور کر کے اور بارگاہِ حُسن ازل میں اپنی ہستی نثار کر کے، عالم انوار و تجلیات ربانی میں آباد ہو کر، حقیقی سکون اور دائمی مسرّت حاصل کریں۔

یاد رکھو! علم اسی وقت مفید ہو سکتا ہے جبکہ اسکے حصول کا مقصد نیکی اور عمل صالح ہو۔ جبکہ مادی حجابات کو پارہ پارہ کر کے، نفسانیت کے بتوں کو توڑ کر، ذات وحدہ' لاشریک سے انسان کو قریب کر دے -- جبکہ اس کا تصور زمین و آسمان، کون و مکان سے آزاد ہو کر شاہد حقیقی کے حُسن بے حجاب میں ایسا مستغرق ہو جائے کہ راتوں کو نیند اور دن کے ہنگاموں کا خیال نہ رہے۔ جبکہ ہر قطرۂ جگر آنکھوں کی راہ سے نکل کر دل سے نقوش غیر اللہ کو پورا پورا دھو دے۔ جبکہ انسان کا اُٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، دیکھنا، سننا، ملنا، جُلنا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا، خموشی اور گفتگو غرضکہ سب کچھ عظیم الشان رحم والے کی رضا جوئی کیلئے ہو جائے۔

(الحق المبین علمائے بدعمل صفحہ ۱۸۹۔۱۸۰)

مزید تفصیل کیلئے پڑھیں

الحق المبین

باب ''علمائے بدعمل''

صفحہ ۱۳۷ تا ۱۸۳

صوفیانِ تصنع ساز

جب انسان مسلسل جھوٹ بول کر، دھوکا دیکر اور مکروفریب سے کسی کو دکھ دے کر، مال و دولت، عزّت وشہرت حاصل کرتا اور اپنی خواہشات کی تکمیل کرتا ہے، تو اُس کا یہ مطلب ہے کہ وہ دارِ آخرت اور اللہ تعالیٰ کے علیم اور بصیر ہونے کا منکر ہے اور انسانوں کی طرح اس کو بھی دھوکا دینا چاہتا ہے۔ حالانکہ اللہ کو نہیں وہ خود کو دھوکا دیتا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ: یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ (البقرۃ:۹) ''دھوکہ دیتے ہیں اللہ کو اور ایمان والوں کو حالانکہ نہیں دھوکہ دیتے مگر اپنی ذات کو۔'' (الحق المبین صوفیانِ تصنع ساز صفحہ ۱۸۴)

......کیا یہ اللہ تعالیٰ کو دھوکا دینا نہیں ہے کہ جو شخص صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کی اہلیت نہ رکھتا ہو وہ رہنما ہونے کا دعویٰ کرے، جو نفسانیت کی تاریکیوں میں گھرا اور مکائد شیطانی میں پھنسا ہوا ہو، وہ خود کو اللہ کے بندوں کا رہبر ظاہر کرے اور درپردہ اُن کے ذریعے سے، نام ونمود، مال و دولت اور عزّ وجاہ حاصل کرنے کا آرزومند ہو۔ اللہ کے سادہ دل بندوں کو جو راہِ حق کی طرف بڑھنا چاہتے ہوں مغالطہ میں مبتلا کرنا، وہ بھی اُسی کے نام پر اور اُسی کی طرف رہنمائی کے معاملے میں اور پھر اس فعل کو دنیا کمانے کے لئے پیشہ بنالینا، کس قدر شدید اور تباہی خیز جسارت ہے۔

(الحق المبین صوفیانِ تصنع ساز صفحہ ۱۸۵)

......خود کو درویشِ کامل ظاہر کرنے کے لئے خاص قسم کا لباس پہننا اور رات دن مکروفریب سے دُنیا حاصل کرنے کی فکر میں رہنا، کیا کسی ایسے شخص کا کام ہوسکتا ہے

Marfat.com

جو اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ صفات اور آخرت کی زندگی پر ایمان رکھتا ہو۔؟

(الحق المبین صوفیانِ تصنع ساز صفحہ ۱۸۵)

......اگر تم نے خلقِ اللہ کا ہاتھ پکڑا تھا تو اول تمہیں چاہیئے تھا کہ ان کی گردنوں سے حُبّ ِ دُنیا کا رشتۂ زنار توڑ کر سچے اسلام یعنی عشق حقیقی کا راستہ بتاتے۔ پیارے نبی آخرالزماں ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمتِ ناواقف کی دستگیری اور ان کو ہدایت موصل الی المطلوب کی ہوتی، کیونکہ تم طبیب روحانی اور رہبر بنے تھے۔ بیمارانِ معصیت، غفلت اور فراق وغیرہ کا روحانی علاج کرتے۔ ان کے پژمردہ اور غمگین دلوں کو نغمۂ حقیقت و معرفت سُنا کر تروتازہ بناتے۔ اسرارِ باطنی کی طرف جو طمانیت قلب و مسرتِ روحانی کا باعث ہیں رہنمائی کرتے اور قرب الٰہی کا راستہ بتاتے۔ ان کو اول حسب استعداد صراط المستقیم یعنی ریاضت و مجاہدہ جو خاص طریق انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرامؒ ہے سکھاتے اور ان کی پابندی کے لئے ان کو آمادہ کرتے۔ ضیائے عشقِ حقیقی کی کرنوں سے ان کے تاریک قلوب کو منور کر کے محو لطف و مستغرق کیف بناتے۔ جہلاءِ اہل علم پابند رسوم کی صحبتوں سے خود بچتے اور اپنے معتقدین کو بھی بچاتے۔ (الحق المبین صوفیانِ تصنع ساز صفحہ ۱۸۶-۱۸۷)

......افسوس جو ہستیاں دنیا میں طبیبِ روحانی بن کر آئی تھیں، خود امراضِ روحانی میں مبتلا ہیں۔ جو مصلح بن کر آئے تھے وہ مفسد بن گئے۔ (الحق المبین صوفیانِ تصنع ساز صفحہ ۱۸۷)

......نہ خود عمل کریں، نہ ذوق بھرے تشنہ لب عشاق و طالبانِ عرفان کو امواجِ کوثر کا جرعہ چکھنے کے قابل بنائیں۔ وہ شرابِ حقیقی پلانے اور پینے والوں کے ذوق بھرے

جذبات کو اپنے ناکارہ وریائی جوش سے بڑی حد تک روکتے ہیں، جس کی وجہ سے اسلام کے جوہر معدوم ہو گئے۔ ان کا مطمحِ نظر اپنی اصلاح وترقی اور دوسروں کی سرخ روئی نہیں۔ ان کی وسعتِ نظر مسجد یا خانقاہ کی چاردیواری کے تنگ دائرہ سے، جس کو اپنی تکمیلِ خواہشات کا ذریعہ بنالیا ہے، تجاوز نہیں کرتی، اور وہ مسجد سے متعلقہ فرائض کی انجام دہی کے لئے بھی بالکل ناکارہ اور ناقابل ثابت ہو رہے ہیں۔

............(الحق المبین صوفیانِ تصنع ساز صفحہ ۱۸۸)

يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَخْتِلُوْنَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ يَلْبِسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّانِ مِنَ اللِّيْنِ اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّئَابِ يَقُوْلُ اللهُ اَنْ يَغْتَرُوْنَ لَا بْعَثَنَّ عَلٰى اُوْلٰئِكَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَكِيْمَ فِيْهِمْ خَيْرَانَ (احمد)

''آخر زمانہ میں کچھ آدمی ایسے نکلیں گے کہ دُنیا کو دین سے فریب دیں گے۔ یعنی دین کے اعمال سے اہل دُنیا کو فریب دے کر ان سے دُنیا کے طالب ہونگے۔ لوگوں کو اپنی طرف رجوع کرنے کے لئے بھیڑ کے چمڑے پہنیں گے۔ ان کی گفتگو ملائم اور شکر سے زیادہ شیریں ہوگی۔ اور ان کے دل بھیڑیوں کے دلوں کے مانند ہوں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ دھوکا کھاتے ہیں بلکہ مجھ پر جرأت کرتے ہیں میں اپنی قسم کھاتا ہوں کہ ان لوگوں پر انہیں میں سے ایسا فتنہ بھیجوں گا کہ اس کے فرو کرنے کا علاج دانشمندوں سے بھی نہ ہو سکے گا۔''

............(الحق المبین صوفیانِ تصنع ساز صفحہ ۱۹۱)

Marfat.com

......مکار پیروں سے بچو۔ جو ظاہر میں شکل انسانی اور باطن میں سیرت شیطانی رکھتے ہیں۔ نفس کے رقص و ترنم ہرائی کو افضل العبادت سمجھتے ہیں۔ اور دنیا کی کمائی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے سگ جویندۂ استخواں کے مانند پراگندہ پھرتے ہیں۔ دنیوی مال جمع کرنے کی حرص ان کو دامنگیر ہے۔ (الحق المبین صوفیانِ تصنع ساز صفحہ ۱۹۲)

......مولانائے رومؒ فرماتے ہیں۔

یعنی اولیاء کا کام قلب کو روشن کرنا، حرارت عشق پیدا کرنا یعنی دل کو آبِ حیاتِ عشق سے تروتازہ کرنا ہے اور کمینوں کا کام بے حیائی اور حیلہ جوئی ہے۔ وہ اس بہانہ سے کماتے کھاتے ہیں۔ (الحق المبین صوفیانِ تصنع ساز صفحہ ۱۹۵)

......تم فقرائے کاملین کی صحبت اختیار کرو۔ صوفیانِ تصنع ساز کے تسبیح و خرقہ کے جال سے دور بھاگو۔ کسی کا بھی سویا ہوا دل ریاکارانہ تسبیح گھمانے اور خرقہ پوشی سے بیدار نہیں ہو جاتا۔ (الحق المبین صوفیانِ تصنع ساز صفحہ ۱۹۸)

......اپنے ہاتھوں آپ کو اور دوسروں کو برباد کرنے والے، اس تحریر سے چراغ پا ہونے کے بجائے انصاف کے آنسو بہا کر تو دیکھیں ہزار ہا دعوہ ہائے باطل کی گرد خُود بخود دب جائیگی اور انکو حجابِ نفسانیت اٹھتا ہوا نظر آئے گا۔ خیال ما سوا اللہ اور محبتِ غیر اللہ ہی تو محبوب کے چہرے کا پردہ ہے۔ (الحق المبین صوفیانِ تصنع ساز صفحہ ۱۹۸)

مزید تفصیل کیلئے پڑھیں

الحق المبین

باب ''صوفیانِ تصنع ساز'' صفحہ نمبر ۱۸۴ تا ۱۹۸

Marfat.com

رہنمائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغامِ عمل

دُنیا کی ابتدائے آفرینش سے تمام برگزیدہ ہستیوں کا متفقہ فیصلہ اور تعلیم یہی ہے کہ انسان کی نجات توحیدِ الٰہی میں ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ذات، صفات، افعال اور اسماء میں اللہ تعالیٰ کا کسی حیثیت سے بھی شریک نہ بنائے اور اسی لاثانی الوہیت والے کی عبادت کرے۔ (الحق المبین رہنمائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام عمل صفحہ ۲۰۰)

......جتنی عمدگی سے طالبِ صادق توحیدِ الٰہی حاصل کرے گا، اسی قدر آسانی سے روحانیت کی ارتقائی منزلوں میں اس کو کامیابی نصیب ہوگی۔ جب کوئی جویائے حقیقت اپنے مبدأ کی طرف اس طرح رجوع ہوتا ہے کہ اس میں تعلق جسمانیت اور آلودگی مادیت سے جو کثافتیں پیدا ہوگئیں تھیں، دور ہوجاتی ہیں تو اس پر عجائبات عالمِ امر اور انوار کی فراوانی کی وجہ سے ایسی کیفیات طاری ہوتی ہیں کہ اس کو اپنی ہستی کا بھی احساس باقی نہیں رہتا۔ حواسِ جسمانی غیر منظم سے ہوجاتے ہیں۔ (الحق المبین رہنمائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام عمل صفحہ ۲۰۰)

......جب بندہ قرب نوافل کے مرتبے پر پہنچتا ہے تو اس کو حق میں اس قدر استغراق ہوتا ہے کہ اپنی ہستی کا بھی ہوش نہیں رہتا اور اس کے دل و دماغ، عقل و فکر اور قلب و روح پر حق چھا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے۔ لیکن پوست کی آنکھوں سے نہیں۔ گوشت کے کانوں سے نہیں۔ ''اللہ عزّ وجل ہی اسکے واسطے سمع، بصر اور ہاتھ پاؤں ہوجاتا ہے۔'' (بخاری) (الحق المبین رہنمائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام عمل صفحہ ۲۰۱)

......پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا کہ لوگوں سے اُن کی عقل کے

Marfat.com

موافق گفتگو کی جائے اور اُن کو حسب مدارج تعلیم ہدایت پہنچے۔ لیکن قرآن مجید کا یہ اعجاز، اس کے کلام اللہ ہونے کا بیّن ثبوت ہے کہ ایک ہی آیت سے ہر درجہ کا طالبِ صادق اپنی وسعتِ فہم و ذکا کے مطابق فیضیاب ہوسکتا ہے۔ مندرجہ ذیل احادیث اس بات کی شاہد ہیں۔

كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَحْنُ مَعْشَرُ الْاَنْبِيَآءِ اُمِرْنَا اَنْ نُنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ وَنُكَلِّمُهُمْ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ (ابوداؤد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاءؑ کے گروہ کو حکم ہے کہ لوگوں کو ان کے مرتبوں میں رکھیں اور ان سے ان کی عقلوں کے موافق گفتگو کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے علمِ اوّلین و آخرین کا وارث بنایا اور مختلف علوم کی مجھے تعلیم دی۔ ایک علم وہ ہے کہ جس کا چھپانا مجھ پر لازم قرار دیا کیونکہ وہ ایسا علم ہے کہ جسکو میرے بغیر کوئی نہیں اٹھا سکتا۔ دوسرا علم وہ کہ جسکے بتانے اور چھپانے میں مجھے اختیار دیا، تیسرا علم وہ ہے کہ جسکے متعلق یہ حکم ہوا کہ خاص و عام کو تبلیغ کردو۔ (تفسیر روح البیان جلد نمبر ۳، صحائف السلوک)

(الحق المبین رہنمائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام عمل صفحہ ۲۰۵)

......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا پیغام چونکہ آخری اور تمام عالم کے واسطے ہے اور چونکہ انسانوں کی استعداد اور طبائع مختلف ہوتی ہیں، لہٰذا اسلامی تعلیمات حد درجہ وسیع، آسان اور قابل العمل ہیں۔ قولہ تعالیٰ:

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ط (الحج آیت ۷۸، پ ۱۷)

تم پر دین میں کسی قسم کی تنگی و سختی نہیں ہے۔

یعنی ہم نے احکام دین میں تمہارے لئے ہر طرح کی آسانی ملحوظ رکھی ہے۔ جس عمل و عبادت کے کرنے کی تم کو طاقت نہیں اس کا حکم نہیں دیا گیا۔

قولہ تعالیٰ: لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ط (البقرۃ آیت ۲۸۶ پ ۳)	اللہ تعالیٰ کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا، مگر اسی قدر جسکے اُٹھانے کی اس کو طاقت ہو۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دین میں آسانی کرو اور سختی نہ کرو اور لوگوں کو خوش خبری سناؤ اور متنفر نہ کرو۔ (بخاری کتاب العلم)

(الحق المبین رہنمائے اعظم ﷺ کا پیغام عمل صفحہ ۲۰۶)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ بہرہ مند میری شفاعت سے قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جو اپنے خالص دل سے لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ دے۔ (بخاری کتاب الرقاق، کتاب التوحید) (الحق المبین رہنمائے اعظم ﷺ کا پیغام عمل صفحہ ۲۰۷)

الغرض قرآن مجید اور احادیث شریف میں مختلف احکامِ عبادات وارد ہوئے ہیں۔ اس میں جو شخص جس عبادت کو کثرت سے کرے گا کامیاب ہوگا۔ مگر کامیابی کامیابی میں بھی فرق ہے۔ ایک کامیابی یہ ہے کہ دوزخ سے رستگاری اور بہشت کا حصول۔ دوسری کامیابی یہ ہے کہ ہمیشہ دیدارِ محبوب سے مسرور اور بہرہ اندوز رہنا کہ محبوب اس کا اور وہ محبوب کا ہو جائے۔ (الحق المبین رہنمائے اعظم ﷺ کا پیغام عمل صفحہ ۲۱۲)

مزید تفصیل کیلئے پڑھیں

الحق المبین

باب ''رہنمائے اعظم ﷺ کا پیغام عمل''، صفحہ نمبر ۱۹۹ تا ۲۱۲

Marfat.com

نمازِ شریعت

نماز کو معراج المؤمنین فرمایا گیا ہے اور معراج میں حضور ﷺ کو قربِ حق عطا ہوا تھا۔ جلّ جلالہٗ وَعم نوالہٗ کا کس قدر کرم ہے کہ اس عنایت سے حضور ﷺ کی اُمت کو بھی محروم نہ رکھا۔ بلکہ پانچ وقت قربِ معراج سے مشرف فرمایا۔ حدیث میں ارشاد ہے کہ "جب بندہ سجدہ میں جاتا ہے تو اس کے اور معبود کے درمیان ایک بالشت کا فرق رہ جاتا ہے۔" (بخاری، مسلم) لوگ سلاطین، اُمرا اور اہل اللہ کے ملنے اور پاس جانے کی اجازت ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ جناب باری تعالیٰ اپنے بندوں کو پانچ بار بلکہ جتنی مرتبہ وہ چاہیں باریابی کی عام اجازت عطا فرماتا اور اپنی رحمت و مغفرت کے خلعت سے سرفراز کرتا ہے۔ (الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۱۳-۲۱۴)

......نماز ایک ایسا عمل ہے جس کو کسی وقت چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ جب تک حواس قائم ہیں اس فریضہ کا ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر قیام کی طاقت نہیں، بیٹھ کر پڑھے۔ بیٹھنے کی طاقت نہیں، لیٹ کر پڑھے اور اعضاء حرکت نہ کریں تو اشارہ سے پڑھے۔ بغیر شرعی عذر کے نماز ترک کرنے والا فاسق اور گنہگار رہے۔

(الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۱۴)

ناتوانی اور عاجزی کے اعتراف کا یہی طریقہ ہوسکتا ہے کہ جان و دل سے اُس کے سامنے اپنا عجز ظاہر کرتا رہے۔ کبھی کھڑے ہوکر، کبھی ہاتھ باندھ کر، کبھی رکوع میں سرنگوں ہوکر، کبھی سر زمین پر رکھ کر اور ناک رگڑ کر، غرض کہ مسجودِ عالمین کے سامنے ہر صورت سے اپنا عجز ثابت کرتا رہے۔ تمام کائنات میں کوئی ایسا نہیں،

Marfat.com

جو اس کے حضور میں سرنگوں نہ ہو۔ (الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۱۵)

......اللہ تعالیٰ نے انسان کو چونکہ مظہرِ صفات اور اشرف المخلوقات بنایا ہے، اس کو تسبیح اور عبادات کے سب جامع طریق سکھائے ہیں۔ اکابر نے حالتِ سُکر میں بھی حکم الٰہی کی تعمیل کی۔ جب ان کو ظاہری ہوش آیا، فوراً اپنے مولیٰ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے، سر جھکا دیا اور پیشانی خاک پر رکھ کر ناک رگڑی۔

(الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۱۶)

......نماز طہارتِ ظاہری اور باطنی کے ساتھ ہدایاتِ قرآن اور احادیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں ادا کرنا چاہیئے۔ (الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۱۷)

......نماز کو شرک، ریا اور ماسوائے اللہ سے پاک ہو کر بحضور دل اور عجز و شوق سے ادا کرے اور جو کچھ پڑھ رہا ہے اسے سمجھے کہ کیا اور کس کے حضور میں عرض کر رہا ہے ---؟ ورنہ ریا اور دکھاوے کیلئے ایسا کام کرنے سے ڈرنا چاہیئے کہ ایسی ذاتِ جبار و قہار کے سامنے گستاخی کرنے سے موردِ عذاب نہ ہو جائے اور نماز سے فراغت پا کر اس بات کا پورا پورا خیال رکھے کہ بحالتِ نماز اُس عظمت و جلال والے کی حضوری میں جو کچھ بھی اقرار کیا اور عرض کیا ہے، اُس کی خلاف ورزی نہ ہو، ورنہ اللہ تعالیٰ کے روبرو جھوٹے دعوے کرنا، غلط بیانی سے کام لینا اور لغو اقرار شدید ترین گناہ ہے۔

قولہ تعالیٰ: فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝ (الماعون آیت ۴ تا ۶ پ ۳۰)	عذاب کی سختی اُن نمازیوں کے لئے ہے جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔

Marfat.com

طہارتِ باطن کے بغیر نماز واقعی نماز نہیں ہوتی اور جب تک حُبِّ دُنیا اور غیر اللہ کے بتوں سے دل صاف نہ کرلیا جائے انسان باطنی نجاستوں میں آلودہ رہتا ہے۔

صرف ارکان کی پابندیوں کو حاصل نماز سمجھنا اور دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہ ہونا، نماز ادا کرنا نہیں اس مقدّس فریضے کا مذاق اُڑانا ہے۔ کور باطنانِ بے حضور کی آگاہی کے لئے آنحضرت علیہ التحیۃ والصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ	نماز بغیر حضوری قلب نہیں ہوتی۔
(بخاری، احمد)	

افسوس! مسلمان نماز کی روحانی برکتوں سے غافل ہوگئے۔ نمائشی تقلید کے دُھندلے پن میں یہ رہنما اور روشن چراغ بجھ گیا۔ تاریکی چھاگئی۔ گمراہی نے منزلِ مقصود کی پگڈنڈی کو یعنی اعمالِ حسنہ اور خلوص سے عبادت کرنا بھلا دیا۔

انہوں نے قرآنِ کریم کی تعلیم اور رسولِ شفیق ﷺ کی وصیت اور پاکیزہ رہنمائی کا کچھ خیال نہ کیا۔ یہ عاقبت کے برباد کرنے والے، صوم وصلوٰۃ کو ریاکارانہ، بطور رسم وعادت اور خواہشات دُنیوی واُخروی یعنی نفسانی اُمیدیں برآنے کی غرض سے ادا کرنے لگے اور سمجھ لیا کہ دراصل ہم منزلِ مقصود کے جادہ پر گامزنی کر رہے ہیں۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا	اپنے مالک کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کر۔
(الکھف آیت ۱۱۰ پ ۱۶)	

..........(الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۲۴-۲۲۵)

......جب نماز ہی کی وقعت تیری نظروں میں نہ ہوگی تو پھر کون سے شرعی امر کا

احترام تیرے دل میں ہوگا، جو ایمان والے صاحبِ بصیرت اور حق بین ہیں ان کے لئے نماز معراج ہے۔ (الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۲۷)

......نماز کی روح اخلاص اور حضورِ قلب ہے۔ جہاں تک ممکن ہو اس کی پورے طور سے حفاظت کرنی چاہیئے۔ جب اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ (الانعام آیت ۷۹) کہے، تو اپنے روئے دل کو کُل چیزوں سے پھیر کر ہمہ تن اللہ ہی کی طرف متوجہ ہو۔ اَللہُ اَکْبَرُ کہے، تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سوائے دُنیا کی کسی چیز کی وقعت اس کے دل میں نہ رہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے، تو اس کا دل ربِ کریم کی نعمتوں کے شکر کے ساتھ ہو۔ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہے، تو اپنے ضعف اور عجز کو مدنظر رکھ کر یہ خیال کرے کہ کُل مخلوق اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے۔ جس طرح بظاہر رکوع و سجود میں صفت وثنا کرتا ہے اسی طرح باطن سے بھی کرے، تا کہ ظاہر و باطن موافق ہو جائیں، کیونکہ نماز عین نیاز ہے، جس سے دلی عاجزی اور فروتنی مراد ہے نہ کہ ظاہرا جسم ہی کی حرکات۔ چونکہ انسان نماز میں اپنے پروردگار کی ساتھ سرگوشی کرتا ہے، اس لئے اس کو چاہیئے کہ نماز اچھی طرح ادا کرے تا کہ اس کا نام محافظانِ نماز کی فہرست میں درج ہو جائے۔ نماز کو خوب کوشش اور اہتمام سے پڑھے۔ (الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۲۷-۲۲۸)

......چونکہ نماز خلاصۂ اعمالِ ظاہری، گناہوں کا کفارہ اور برائیوں کی دافع ہے۔ اسلئے نماز بحضورِ قلب معنی سمجھ کر پڑھے۔ جو زبان سے کہے، وہی دل............ میں ہو۔ کیونکہ اعتبار دل کا ہے نہ کہ زبان کا۔ دل و دماغ کو رخصت کر دینا، غفلت میں محض ادائے الفاظ ہی کو کمال سمجھ لینا اور اس کے معنی اور نتائج سے بے پرواہ ہو جانا

Marfat.com

دانشمندی نہیں بلکہ بیوقوفی ہے۔ اگر زبان دل کی ترجمان نہ ہوگی تو نمازی بطریق مناجات حق تعالیٰ سے متکلم نہ ہوگا۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لئے کھڑا ہو تو وہ اللہ کی طرف پوری طرح متوجہ رہے، کیونکہ جب تک تم نماز میں ہو، اللہ سے باتیں کر رہے ہو۔ (طبرانی والاوسط بحوالہ کنزل العمال جلد۴، سیرۃ النبی جلد۵)۔ (الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۲۸)

......صلوٰۃ صلی سے مشتق ہے جس کے معنی آگ میں گرنا ہے۔ نماز میں مُصلّی تجلّی صفات کے انوار قبول کر کے، انتہائے خضوع وخشوع کی سوزش سے آگ کی مانند ہو جاتا ہے۔ اس تجلّی کی علامت خضوعِ قلب ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی شے پر تجلّی کرتا ہے تو وہ چیز نیست ہو جاتی ہے۔ خشوع عبودیت کا خاص رکن ہے۔ بغیر اس کی نماز کامل نہیں ہوتی۔ (الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۲۹)

......نمازی کو چاہیئے کہ وہ اُمور مستحبہ، مسنون اور واجبات کو لئے ہوئے ہو۔ لیکن ان سب کے ساتھ حضورِ قلب کی خاص ضرورت ہے۔ نماز بغیر حضورِ قلب، تکلیفِ جوارح کے سوائے، مقصد کی طرف رہنما نہیں ہوتی اور نہ بغیر حضورِ قلب، مسلمان کی نماز درست ہوسکتی ہے۔ حضورِ قلب سے خضوع پیدا ہوتا ہے۔ کما قولہ تعالیٰ:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ (المؤمنون آیت ۱-۲ پ ۱۸)	بے شک اُن مسلمانوں نے فلاح پائی جو اپنی نماز میں خشوع رکھتے ہیں۔

خشوع یہ ہے کہ نماز میں یہ سمجھے کہ میں رب العالمین کے حضور میں حاضر ہو کر اسلامی رکن ادا کر رہا ہوں۔ دائیں بائیں دو پاسبان کھڑے مجھے دیکھ رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ بارگاہِ الٰہی میں مجھ سے خلاف ادب کوئی امر ظہور میں آئے اور میں دور ڈال دیا

Marfat.com

جاؤں۔ حقیقی مفاد سے محروم ہو کر کہیں راندۂ درگاہ نہ ہو جاؤں۔ بحالت قیام دل پر عظمتِ الٰہی کے رعب و جلال سے خشوع و خضوع کی کیفیت طاری اور چہرے پر مُردنی چھائی ہو۔ بندہ کو خوشنودیٔ رب ذوالجلال والاکرام کے لئے ان راست باز فرمانبردار غلاموں کے مانند جو شاہوں کے قریب حقیر ذرہ خاک کی طرح رہتے ہیں ہونا چاہیئے۔ نمازی کو چاہیئے کہ وہ بحالتِ قیام اپنے دل میں دائیں طرف باغِ بہشت اور بائیں جانب دوزخ کا خیال رکھے اور خود کو مالکِ حقیقی کے روبرو ایسا تصور کرے جیسا مردہ نہلانے والے کے ہاتھ میں ہو۔ نماز اگر خالصاً لوجہ اللہ ادا کی جائے تو ذریعہ قُربِ درجات ہوگی۔ ورنہ حریصِ دُنیا کو عبادت سے، تربیت اعضاء، پژمردگی قلب اور طمع آخرت کے سوائے کچھ فائدہ نہ ہوگا...... تجارت پیشہ کو تجارت کے نفع و نقصان کا حال ہمیشہ معلوم ہوتا رہتا ہے۔ افسوس کہ تم کو تاجر کے برابر بھی اپنی نمازوں کی نسبت یہ معلوم نہیں کہ تمہاری عبادات درجہ مقبولیت تک پہنچتی بھی ہیں یا تمہارے مُنہ پر ماری جاتی ہیں۔ (الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۳۰)

......قولہٗ تعالیٰ: اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ط (العنکبوت آیت ۴۵ پ ۲۱)	بے شک نماز فحش باتوں اور بُرے کاموں سے روکتی ہے اور ہر آئینہ اللہ کا ذکر بڑا (درجہ رکھتا) ہے۔

یعنی نماز باز رکھتی ہے ان کاموں سے جو عقل کے نزدیک بُرے اور جن کی ممانعت از روئے شرع ہے، جس شخص کو نماز بُرے کاموں سے نہیں روکتی وہ نمازی نہیں وہ درگاہِ الٰہی سے دور ڈالدیا جاتا ہے...... جس کی نماز اُس کو بُرے کاموں سے باز نہ رکھے اور وہ منہیات، مزخرفات، فواحش اور مکروہات میں مبتلا رہے، وہ نمازی نہیں،

ریا کار اور دھوکے باز ہے، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ بے شک نماز حُبِ دُنیا اور افعالِ ذمیمہ سے نمازی کو باز رکھتی ہے۔

(الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۳۴-۲۳۵)

......جس طرح جسم میں روح ہے اور بغیر روح کے جسم مردہ کہا جاتا ہے، اسی طرح وہ اعمال جو بے روح ہیں، مُردوں کی طرح کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ عمر بھر کے بے روح اور مردہ اعمال سے ہم عالمِ آخرت کی بھلائی اور لقاء الرحمٰن کی طرف ایک انچ بھی نہیں بڑھ سکتے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو صدق کی قدر ہے۔

(الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۳۷)

......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ فِی الصَّلٰوۃِ شُغُلاً (مسلم باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ)	نماز میں اور ہی مصروفیت ہوتی ہے۔

وہ چیز تو کچھ اور ہی ہے، لیکن اُس کی طرف یہ ظاہر کر کے کچھ اشارہ ہو سکتا ہے کہ عارفین کی نماز کے ارکان خلوص، حضوری قلب، خشوع، خضوع، ذکر، فکر، شکر اور حقیقی محویت و خود فراموشی وغیرہ ہیں۔ یہ حضرات ارکانِ مذکورہ کی پابندی کے ساتھ احساس ہستی کو لٹائے ہوئے ہر وقت آتشِ شوق کے مصلّے پر بیٹھے، حقیقی محویت اور خود فراموشی کے عالم میں صلوٰۃ دائمون ادا کرتے ہیں۔

......(الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۴۲)

......نماز اگر حضورِ قلب، خضوع اور خشوع سے ادا نہ ہو تو ایسی عبادت کا کرنا نہ کرنا برابر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

Marfat.com

صَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ (بخاری، ترمذی) ایسی نماز پڑھنا اور نہ پڑھنا برابر ہے۔
..........................(الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۴۳-۲۴۴)

......عبادت روحانی جس کا پھل نقد ہے، طاعت جسمانی سے بہتر ہے۔ عبادت روحانی کے انعام میں عارف کو دُنیا ہی میں اللہ ملتا ہے۔ یہ نمرود کی خدائی نہیں ہے کہ انسان تمام عمر عبادت کئے جائے اور اس کو حقیقت سے کچھ حاصل نہ ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے عبادتِ الٰہی جیسے کرنی چاہیئے تھی نہیں کی بلکہ طریقۂ عبادت کے نزدیک ہو کر بھی نہیں نکلے۔...... یہاں تک کہ حجاباتِ حائلہ، عبد اور معبود کے درمیان سے اُٹھ جاتے ہیں اور اسکے دل پر عبادت کی حالت میں انوار رحمانی کی ضیاء پاشیاں ہونے لگتی ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ارشاد فرماتے ہیں: لَا اَعْبُدُ رَبِّیْ مَالَمْ اَرَاهُ اَیْ بِعَیْنِ الْقَلْبِ جب تک میں اپنے رب کو دل کی آنکھ سے نہیں دیکھتا اس وقت تک اسکی عبادت نہیں کرتا۔ (الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۵۰-۲۵۱)

......اے عزیزو! حصولِ اخلاص کیلئے مجاہدہ کرو۔ جب علم و عمل دونوں کے پلّے برابر ہو جائینگے تو نماز جو اللہ اور بندہ کے درمیان ایک راز ہے اسکی حقیقت تم پر ظاہر ہوگی۔ راز دان وہی شخص ہوتا ہے جو راز کے کہے جانے کے لائق ہو۔ نماز میں اگر تمہارا باطن حاضر ہوتا، تو البتہ اللہ سے عرض کر سکتے اور ممکن تھا کہ اُسکا جواب سُننے اور سمجھنے کے قابل ہوتے۔ اگر تمہارے دلوں کو ماسوا اللہ سے اجنبیت، دوری اور نفرت ہوتی اور ذاتِ الٰہی سے اُنس، حضوری اور رِقّتِ قلب ہوتی تو تم پر نماز میں حالتِ محمودہ کا طاری ہو جانا ناممکن نہ رہتا۔ وہ بھی تو حالتِ نماز تھی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے پائے مبارک سے تیر نکالا گیا تھا، اور آپؓ کو خبر تک نہ ہوئی تھی۔ کیونکہ

Marfat.com

جنابؓ اُس وقت خود سے غائب اور حق کے ساتھ قائم تھے۔ایسی ہی نماز کو حضور ﷺ نے معراج المؤمنین فرمایا ہے۔نمازِ شریعت مصلی کا درگاہِ بے نیاز میں شکستگی اور درماندگی سے مناجات کرنا اور اپنا عجز و نیاز پیش کرنا، نمازِ طریقت، اپنی خودی و ہستی سے عروج کرنا ہے اور نمازِ حقیقت، ماسوا اللہ کا دل سے بالکل ہٹ جانا ہے۔یہاں تک کہ مصلّی حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے مانند آپ سے غائب اور حق کیساتھ قائم ہو، لیکن یہ مرتبہ قیل وقال سے حاصل نہیں ہوجاتا۔(الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۵۲)

......مصلّی کے قلب میں اگر شہود اور مشہود کا فرق باقی ہے تو اس پر افسوس کہ وہ اندھا ہے۔حقیقتاً منظور ناظر ہے اور ناظر عین منظور، جو اس حقیقت کو نہیں سمجھتا اس کا دل نکما اور غافل ہے۔(الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۵۲)

......دل جمعی، اخلاص، خضوع اور خشوع سے اگر نماز ادا کرنے کی کوشش نہ کی جائے تو اُس کے فوائد کس طرح حاصل ہو سکتے ہیں ---؟ ایسے نمازیوں کو کیا حاصل ہوگا، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (النساء آیت ۱۴۲ پ ۵)	جب کھڑے ہوتے ہیں نماز کے لئے تو الکسائے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں۔لوگوں کو دکھاتے ہیں اور (دل سے) اللہ کو یاد نہیں کرتے، مگر کچھ یوں ہی سا۔

ایسی عبادت سے کیا فائدہ کہ دلوں پر بجائے نورِ ایمان کی ضیاء پاشیوں کے باب الرحمۃ سے دور ہو کر اپنی جبیں پر ریا کاری کی سند لے کر اٹھے۔اگر کوئی نماز کی روح سے واقف ہو کر باقاعدہ نماز ادا کرے تو حُب دُنیا، حسد، بغض، کینہ اور رنجشِ بے جا

Marfat.com

وغیرہ سے رفتہ رفتہ پاک ہو جائے اور بحالتِ عبادت دل و دماغ پر ہجوم افکار کا محیط رہنا، طبیعت کی گھبراہٹ، الکساہٹ سے نماز پڑھنا، غرضکہ تمام اس قسم کی خرابیاں جاتی رہیں گی اور نماز کی خوبیاں ظاہر ہوں گی۔ نمازی کو احتساب کرنا چاہیئے کہ اس کے اعمال کہاں تک منشاء الٰہی کے مطابق ہیں۔ (الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۵۳)

......اے طالب صادق! ریا کی جڑیں جلد از جلد اپنے دل سے اُکھیڑ ڈال۔ بارگاہِ ذرّہ نواز میں ریاکاری کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ اعمال میں اخلاص پیدا کر۔ ذمائم اخلاق کو ترقیٔ روحانی کے سفر میں زہرِ قاتل جان۔ غیبت، فخر، عُجب، حسد اعمال کو برباد کر دیتے ہیں اور شاکی تقدیر، مردم آزار اور ریاکار کی کسی عبادت کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا، جیسا کہ حضرت معاذ بن جبلؓ کی روایت کردہ حدیث کے مفہوم سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر آسمان پر ایک فرشتہ مقرر ہے، جو ناقص عبادت اور دُعا کو دربارِ عظیم میں پیش ہونے سے روکتا ہے۔ پہلے آسمان پر غیبت کا، دوسرے پر حسب و نسب پر فخر کا، تیسرے پر تکبر کا، چوتھے پر عُجب کا، پانچویں پر حسد کا، چھٹے پر شکایتِ تقدیر الٰہی کرنے والوں کا، ساتویں پر مردم آزار کے اعمال کو مقرر فرشتہ روکتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ ان لوگوں کے اعمال اس قابل نہیں کہ دربارِ الٰہی میں پیش کیے جائیں۔ اگر کسی کے اعمال و عبادت ان فرشتوں کی نظر میں اچھے ہوتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اور پہنچانے والے فرشتے ان کے قبول ہونے کی سفارش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم محافظِ اعمال ہو اور میں دلوں کے حال سے واقف ہوں۔ یہ اعمال میرے لئے نہیں

Marfat.com

کئے گئے اور قابل قبولیت نہیں۔ اس وقت تمام فرشتے اس شخص سے خفا ہو کر اس پر لعنت کرتے ہیں۔ (ترمذی)

اے عزیز! تو مردانِ راہ حق کی صحبت اختیار کر اور ریا کاروں سے دور بھاگ۔

(الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۵۴-۲۵۵)

......اے پست ہمت زاہد اور مسلمانی کے دعویدار! تو نطق زبان اور جنبش اعضاء سے اس پاکیزہ فریضہ کو ادا کر کے فخر کرتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر مانتے ہوئے، اس کی عبادت کے مسرت خیز وقت بھی تیرے دل کے پردوں میں نہایت زِشت نا قابلِ نفرت وسواسِ پنہاں کا سیلاب موجزن رہتا ہے۔ سبحان اللہ یہ عشق کی نشانی! یہ عاشق کا دل! یہ عظمت و جلال والے کی عبادت! اسی پر حسنِ عبادت کا دعویٰ! کیا خوب ---؟ یاد رکھ یہ راستہ باتوں سے نہیں، دل کے قدموں سے طے ہوتا ہے۔ (الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۶۰)

......اگر نماز نشہ ریا سے سرشار ہو کر ہزار سال تک پڑھی جائے تب بھی قابلِ وقعت اور نفع بخش نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ رِیا کاری کی عبادت سے ہرگز خوش نہیں ہوتا۔ جذبۂ ریا جب دل پر مسلّط ہو جاتا ہے تو انسان سے اخلاص رخصت ہو جاتا ہے اور اُس سے خود بینی اور خود نمائی کے تحت نہایت مذموم افعال صادر ہوتے ہیں۔

(الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۷۲)

......عبادت کا مقصد یہ ہے کہ انسان اسفل سے اعلیٰ اور جسمانیت سے روحانیت کی طرف ترقی کرے۔ عبادت کے ذریعے سے عابد، معبود کے اخلاق حاصل کرتا ہے

اور تمام نفسانی تعلقات اور جسمانی آلودگیوں سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔

(الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۸۲)

......اے عزیزو! اعلیٰ ترین نعمت حق تعالیٰ کا دیدارِ پاک ہے اور اس کے حاصل کرنے کے لئے اللہ پاک کی لاثانی الوہیت پر باہمہ وجوہ ایمان لانا ازبس ضروری ہے، جو اخلاصِ کامل، ریاضت و مجاہدہ اور عملِ صالح کے بغیر میسر نہیں آتا۔

(الحق المبین نمازِ شریعت صفحہ ۲۹۹)

مزید تفصیل کیلئے پڑھیں

الحق المبین

باب ''نمازِ شریعت''

صفحہ نمبر ۲۱۳ تا ۳۰۳

Marfat.com

جہادا کبر

جتنی دیر پلک جھپکنے میں لگے اتنی دیر بھی مجاہدۂ نفس سے غافل نہ رہنا چاہئیے۔(الحق المبین جہادِ اکبر صفحہ ۳۰۹)

......ریاضت ونفس کشی بہت سخت اور مشکل کام ہے۔ یہاں ایک دن کا نہیں ہر دم کا مرنا جینا ہے۔ (الحق المبین جہادِ اکبر صفحہ ۳۱۱)

......اے عزیز! ساری کوشش مجاہدہ میں کر اور اللہ کے فضل وکرم پر نظر رکھ۔ اپنے اعمال وعبادات پر فخر مت کر۔ نفس پر قابو پا اور اُس کے لالچ سے بچ۔ یہی کامیابی کا راستہ ہے۔(الحق المبین جہادِ اکبر صفحہ ۳۱۷)

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ (الحشر آیت ۹ پ ۲۸)	اور جو کوئی اپنے نفس کے لالچ سے بچے گا تو وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

اے عزیزو---! جب تک تم عالمِ اسفل میں مقیّد ہو، جب تک تمہارے دل دنیوی خواہشات سے بھرے ہوئے ہیں، تم کو چاہئیے کہ اپنے نفس کو وقار اور عظمت کی نظر سے ہرگز نہ دیکھو۔ بلکہ تم کو لازم ہے کہ اپنی ہمت کی باگ نہایت سُرعت کے ساتھ عالمِ بالا کی جانب موڑ و اور استقلال سے ریاضت ومجاہدہ کرو، تاکہ روح کو سُرورِ دائمی حاصل ہو۔ اپنے افلاس اور رزق کے خیال سے قلب کو پریشان نہ ہونے دو--- تمہارے رزق کا ذمہ دار تمہارا خالق ہے۔(الحق المبین جہادِ اکبر صفحہ ۳۲۲)

......مجاہدے کے اثر ورسوخ سے روح اُس عشق کو سمجھ سکتی ہے، جس کے لئے وہ پیدائش کے دن سے بے قرار ہے۔ جو اُس میں موجود ہے، اس کے ملنے کا پتہ لگاؤ،

Marfat.com

اللہ نے صرف اپنی محبت اور اظہارِ عشق کے لئے انسان کو پیدا کیا ہے۔ محبت ہی سے انسان اپنی اصل و حقیقت سے قریب ہوسکتا ہے۔ مجاہدہ دُنیوی زندگی میں بہترین مسرت اور وصلِ الٰہی کا خوشگوار ذریعہ ہے۔ مجاہدہ عذابِ الٰہی سے نجات دلانے کا ایک بڑا وسیلہ ہے۔ مجاہدے کی اس قدر خوش گوار حلاوتیں اور لطافتیں ہیں کہ عوام الناس کے فہم وادراک میں نہیں آسکتیں۔ عالمِ روحانی کی معصوم نورانی ہستیاں مجاہدِ ربانی کی طرف خاص شفقت اور پیار سے متوجہ ہوجاتی ہیں۔

(الحق المبین جہادِ اکبر صفحہ ۳۲۲-۳۲۳)

......اے پیارے طالبو! تم کو چاہیئے کہ حصولِ مقصد میں ہمہ تن مشغول ہوجاؤ۔ تم نے دیکھا ہوگا کہ گنّے کا رس نکال کر اسی کی پتی وکھوئی سے اس کو پکا کر راب تیار کرتے ہیں۔ پھر اس سے شکر، مصری اور قند وغیرہ درجہ بدرجہ تیار کرتے ہیں، یہاں تک کہ اس کی لطیف روح نکال لیتے ہیں۔ اسی طرح عاشقانِ الٰہی نفس کے لوہے کو مجاہدے کی بھٹی میں ڈال کر، ذکر وفکر الٰہی سے آتشِ عشق کو بھڑکاتے اور اُس میں نفس کو برسوں تک تاؤ دیتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی کُل جسمانی خواہشات، نفسانی کثافت اور بشریت کا میل کچیل جل جاتا ہے اور وہ خالص نور ہی نور رہ جاتے ہیں۔ مجاہدہ سے عرفان حاصل ہوتا ہے اور عرفانِ الٰہی کا نام ایمانِ حقیقی ہے۔ یہ ایسی رحمت ہے جس سے طالب حق تعالیٰ زندہ ہوکر، دوسرے مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے۔ (الحق المبین جہادِ اکبر صفحہ ۳۲۷)

......اے طالب حق ---! اگر تو پابندیٔ احکام الٰہی، ریاضت ومجاہدہ اور کثرتِ ذکر و

فکر الٰہی میں رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کے مطابق مشغول رہے گا تو رہبرِ کامل تیرے دیدۂ قلب میں سُرمۂ عشقِ الٰہی لگا دے گا۔ تیری آنکھوں سے ہوا وہوس کا پردہ اٹھ کر، توحید محض کا نظارہ تیرے پیشِ نظر ہو جائے گا اور تو ماسوا اللہ سے نجات پا کر مالک حقیقی تک پہنچ جائے گا۔ تیرا فرض ہے کہ رہبرِ واصل کی جستجو میں سرگرداں رہے، اللہ سے توفیق مانگے جا اور مرشدِ کامل کو پا کر اس کے سایۂ عاطفت میں خلوص اور سچائی سے منازلِ روحانی کو طے کر کے، خود سے گذر جا۔

(الحق المبین جہادِ اکبر صفحہ ۳۲۹)

......قولہٗ تعالیٰ:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (المائدہ آیت ۳۵ پ ۶)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں مجاہدہ کرو تاکہ تم کو فلاحِ ابدی حاصل ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے قبل از نبوت کئی سال تک وقتاً فوقتاً غارِ حرا میں مصروفِ ریاضت ہو کر اپنے ہاتھوں سے ریاضت اور مجاہدے کا عملی دروازہ اس لئے کھولا تھا کہ انسان اس طریقے پر کاربند ہو کر انسانیت کے اعلیٰ درجے کو حاصل کرے۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ اعلانِ قبل از نبوت بھی آپ ﷺ نے کسی غیر مفید اور غیر ضروری کام میں اپنا مبارک وقت صرف نہیں فرمایا۔ بعد اعلانِ نبوت بھی اللہ کا وہ مجاہد اعظم ﷺ راتوں کو اس قدر مسلسل قیام کرتا کہ آپ ﷺ کے پائے مُبارک متورّم ہو جاتے تھے۔ احادیث سے ظاہر ہے کہ حضور ﷺ ہر وقت اور ہر حال میں اللہ کے ذکرِ پاک میں مشغول رہتے تھے۔ (الحق المبین جہادِ اکبر صفحہ ۳۳۴-۳۳۵)

Marfat.com

......بخاری، مسلم، احمد، ترمذی وغیرہ میں حدیث قدسی سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ خود عارفوں کی سماعت، بصارت اور ادراک بن جاتا ہے۔ وہ ارادتِ الٰہی سے حرکت کرتے ہیں اور اُن کے کُل حواس ظاہری و باطنی انوارِ الٰہی میں محو ہو جاتے ہیں۔

اے طالبانِ حق! تم بھی طلب حق میں خود کو فنا کر دو اور اپنے اعلیٰ مقصدِ حیات کو پالو۔ (الحق المبین جہادِ اکبر صفحہ ۳۴۱)

......عوام کا روزہ بطریقِ جواز فقہ کی کتابوں میں ممنوعہ کاموں کا ترک کرنا لکھا ہے۔ یعنی روزہ کی حالت میں کھانے پینے سے باز رہنا، جماع سے اجتناب کرنا، ضروری ہے۔ لیکن نادان لوگ بحالت روزہ زبان پر فحش لفظ لاتے، بُرے کلمات استعمال کرتے، حرکات اور رمز وکنایہ سے بڑے بڑے افعال کے مرتکب ہوتے اور پاؤں سے بیجا طرف جاتے ہیں۔ یہ عوام کا روزہ برائے نام ہے۔ متوسط درجہ کے لوگوں کا روزہ اس طرح ہوتا ہے کہ وہ زبان کو غیبت و برائی سے بھی روکتے، ہاتھوں سے نیک اور اچھے کام کرتے، پاؤں سے عبادت کے لئے چلتے اور نظروں کو قابو میں رکھتے ہیں۔ خاص لوگوں کا روزہ یہ ہے کہ وہ اپنے کُل جوارح کو بُرائیوں سے روک کر دل کو فاسد خیالات اور فکرِ ماسوا اللہ سے ہٹا کر صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر میں اس کو مشغول رکھتے ہیں۔ ایسے ہی روزہ کے لئے یہ نویدِ جانفزا ہے۔ حدیث قدسی:

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ (بخاری) | روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اسکی جزا ہوں۔

......(الحق المبین جہادِ اکبر صفحہ ۳۵۱)

......اے طالبِ حق! تو خود کو اس طرح اللہ کے سپرد کر دے کہ تجھ میں تیرا کچھ بھی نہ

Marfat.com

رہے۔ اُس کے درِ پاک پر سر کو رکھ اور خود کو بھول جا۔ (الحق المبین جہادِ اکبر صفحہ ۳۵۲)

قولہٗ تعالیٰ: بَلٰیۗ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۠ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۠ (البقرۃ آیت ۱۱۲ پ ۱)

جس نے اپنی ذات کو اللہ کے سپرد کر دیا اور وہ محسن بھی ہو تو اسکے واسطے اللہ کے پاس اجر ہے۔ ان کیلئے (دارین میں) کسی قسم کا خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

............................(الحق المبین جہادِ اکبر صفحہ ۳۵۲)

مزید تفصیل کیلئے پڑھیں

الحق المبین

باب ''جہادِ اکبر''

صفحہ نمبر ۲۱۳ تا ۳۵۳

Marfat.com

ذکر حق سبحانہٗ وتعالیٰ

قلب میں کسی شے کا تصور اس کا ذکر کہلاتا ہے اور کسی شے کے ذکر سے اُس کی حقیقت معلوم کرنے کی فکر پیدا ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ذاکر صورت سے گذر کر حقیقت پر متوجہ ہو جاتا ہے، جو محسوسات کے علاوہ ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر پاک حضوریٔ قلب کا باعث اور اس کی طرف لے جانے والا ہے۔ (الحق المبین ذکر حق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۳۵۵)

......ابودرداءؓ راوی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ آگاہ نہ کروں میں تم کو تمہارے ان اعمال سے جو بہترین اعمال ہیں، تمہارے خیال میں، بہت پاکیزہ اعمال ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک میں اور بہت بلند اعمال ہیں تمہارے درجات میں اور بہترین تمہارے لئے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے اور بہترین تمہارے لیئے اس سے کہ ملو تم اپنے دشمنوں سے (یعنی ان سے جہاد کرو) اور مارو تم ان کی گردنوں کو اور ماریں وہ تمہاری گردنوں کو ---؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ ﷺ!

آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اللہ کا ذکر ہے۔ (ترمذی، مالک، احمد)

(الحق المبین ذکر حق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۳۵۶)

......''عبداللہ بن بُسرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھ پر اسلام کے بہت سے احکام واجب ہو گئے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسی چیز (عمل یا عبادت) بتادیں کہ میں اسکو ہمیشہ کیا کروں (یعنی کوئی ایسا عمل ارشاد فرمائیں کہ باعث ثوابِ کثیر اور جامع اور آسان ہو) آپ ﷺ نے

Marfat.com

جواباً فرمایا: ''تیری زبان سے ہر وقت ذکر الٰہی کے سُوتے جاری رہیں۔'' (مشکوٰۃ)
(الحق المبین ذکر حق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۳۶۱)

......ذکرِ الٰہی جس کی تہہ میں ہزاروں غیر مرئی مفید ترین اثرات پنہاں ہیں -- ہر عبادت سے بدرجہا افضل عبادت ہے۔ یوں تو ہر عبادت کے ذریعے سے انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتا ہے لیکن ہر وقت پابندیٔ ارکان اور شرائط عبادت کا پورا ادا کرنا انسان کے لئے مشکل ہے۔ مثلاً چلتے پھرتے بستروں پر کروٹ بدلتے اُٹھتے بیٹھتے یعنی ہر وقت اور ہر حالت میں نماز ادا نہیں کی جاسکتی اور عبادت میں مشغول نہ ہونے کی بناء پر اس بات کا خطرہ ہے کہ انسان یعنی اللہ کا طالب اس سے غافل نہ ہو جائے اور چونکہ نماز کا بھی مقصد اللہ تعالیٰ کی یادِ پاک ہے، لہٰذا اس نے اپنے ذکرِ پاک کا ہر حالت میں حکم فرما کر اپنی حضوری کا دروازہ اپنے طالبوں کے لئے بکمالِ مہربانی کھلا رکھا۔ قولہٗ تعالیٰ:

فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ ۚ (النساء آیت ۱۰۳ پ۵)	پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو کھڑے، بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے اللہ کا ذکر کرتے رہو۔

....(الحق المبین ذکر حق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۳۶۲-۳۶۳)

......ذکر الٰہی کی کثرت سے طالب حق میں، حق سے لگاؤ پیدا ہوتا ہے۔ وہ جس کا ذکر کرتا ہے، اس کی جستجو کا شوق اس کو اپنے اندر کروٹیں بدلتا محسوس ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ نفسانیت سے، جو اس کے مقصودِ جستجو کو چھپانے والی ہے، نفرت ہو جاتی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ جو دل حُبِ دنیا اور ہوا و ہوس سے خالی نہ ہو اس میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے اللہ کا ذکر داخل نہیں ہوسکتا۔ ایک دل میں ایک ہی وقت میں دو خیال کبھی

Marfat.com

نہیں ہوسکتے۔ اسی لئے حبِ دُنیا کو دل میں جگہ دے کر بدکاریوں میں مبتلا ہوجانے کو، جو اللہ سے غفلت کا باعث ہے اور انسان کے لئے اس کے مبداٗ کی طرف ترقی کرنے میں حائل ہے، دوزخ کا دعوت نامہ کہا جائے تو بے جا نہیں۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَ اٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰی ﴿۳۹﴾ (النزعت آیت ۳۸-۳۹ پ ۳۰)	(جس نے) بہتر سمجھا دنیا کا جینا، سو دوزخ ہے اس کا ٹھکانہ۔

طالب حق ذکرِ الٰہی کے پے بہ پے حملوں سے نفس اور شیطان کو شکست دے کر دل سے باہر نکال ڈالتا اور اخلاق ذمیمہ کو دفع کرکے اعلیٰ صفات کو اختیار کر لیتا ہے۔ اخلاق حسنہ یا دوسرے لفظوں میں آسمانی اخلاق جب طالب میں پیدا ہوتے ہیں تو اس کو قربِ حق کی بشارت ملتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

(الحق المبین ذکر حق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۳۶۴)

......حدیث شریف ہے کہ:

عَلَامَةُ حُبِّ اللهِ ذِكْرُ اللهِ وَعَلَامَةُ بُغْضِ اللهِ عَدَمُ ذِكْرُهٗ تَعَالیٰ (بخاری ومسلم)	اللہ کی محبت کی علامت (ہر وقت کثرت سے) ذکر الٰہی کا کرنا اور اللہ سے کینہ رکھنے کی علامت اس کا ذکر نہ کرنا ہے۔

گویا ذکر الٰہی نہ کرنا، اللہ سے دشمنی رکھنا ہے۔ ہمیں یقین کرنا چاہیئے کہ کوئی مسلمان اپنے معبود اور اس کے ذکرِ پاک سے کینہ، عداوت اور نفرت نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی سوجھ بوجھ کا انسان دانستہ ذکرِ الٰہی کو برا سمجھے اور اس شاہراہِ مستقیم سے کسی کو روکے یا کسی کو میدانِ ریاضت میں جانے کے لئے مانع ہو، تو اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ اسکا رویہ بڑی حد تک منافقانہ ہے اور اُس نے اپنے ہاتھوں سے اپنے لئے

Marfat.com

تمام روحانی مسرتوں کا دروازہ بند کرلیا ہے۔ (الحق المبین ذکر حق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۳۶۵)

وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝ (الجن آیت ۱۷ پ ۲۹)	اور جو کوئی اپنے پروردگار کی یاد سے اعراض کرتا ہے اللہ اُس کو ایک سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔

اے اللہ کے در سے دور پڑی قوم! آج تو کس قعرِ مذلّت میں پڑی ہوئی ہے ---؟ تجھے دیکھ کر شرم آتی ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ کی یادگار ہے۔ تیرے دروازہ پر بڑے بڑے شہنشاہ حق شناسی (معرفتِ الٰہی) کی بھیک مانگنے آیا کرتے تھے اور تو ان کو کچھ نہ کچھ دیا کرتی تھی۔ عالی دماغ مفکر تجھ سے روحانیت کا درس لیا کرتے تھے۔ تیری نگاہوں سے دلوں میں ایمان پیدا ہوتا تھا اور تیرے ارادوں سے کفر والحاد کی دیواریں منہدم ہوتی تھیں۔ آج تو کسمپرسی کی حالت میں پرورش پا رہی ہے۔ کل تو غیروں کی دست گیری کیا کرتی تھی، آج تو خود دست نگر ہے۔ کل تک زمانہ تیرا منہ تکتا تھا، آج تو زمانے کا مُنہ تکتی ہے۔ کل تیرے بازو غیروں کی مشکلیں حل کرتے تھے، آج تو پنجۂ اغیار میں خود گرفتار ہے۔ تو ایک مردۂ بیجان ہے۔

اے قوم ۔! اس وقت دُنیا کی کل اقوام کے ذمہ دار افراد راہِ راست کے جویاں، صراطِ مستقیم کے متلاشی اور طلبِ حق کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ مگر ایک تو ہے کہ بدعتی، وہابی، مقلِّد اور غیر مقلِّد کے باہمی مباحثوں میں برباد ہو رہی ہے۔ تو نے نفسانیت کے مخمصوں میں پھنس کر خود کو خراب کر دیا اور کر رہی ہے۔ اگر تو دُنیا میں زندہ رہنا اور آخرت کی سرخروئی چاہتی ہے تو اپنے غلط مذہبی رہنماؤں اور فروعی جھگڑوں پر تبرّا بھیج۔

Marfat.com

اے طالبِ حق! غیر اللہ سے پیچھا چھڑا اور راہِ توحید اختیار کر۔ سچا توحید پرست ہو جا۔......

اے کاش! تم مذکورہ بالا ہدایت کی مداومت کرنے لگو تو تمہارے سب کام سنور جائیں، مردہ جسم میں دوبارہ جان آ کر تم معرفتِ الٰہی اور عرفان حق سے پھلو پھولو۔ مگر مجھے یقین نہیں کہ تم ریاکار ملّاؤں اور مکّار پیروں سے چھٹکارا پا سکو۔ کیونکہ تم انکے نفسانی پنجوں میں بُری طرح جکڑے ہوئے ہو۔

(الحق المبین ذکر حق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ۳۷۱-۳۷۳)

......اے عزیز! اپنی روح کو نقوش ماسوا اللہ سے پاک کر۔ ہمت بلند کر کے محبت کی روشنی میں راہ حق دیکھ۔ خوشی سے چل، ذات کی طلب میں اپنی ہستی کھو دے۔ یہی زندگی کی شاندار فتح ہے۔ تیرے لئے تسکینِ خواہشات فرض نہیں۔ کیا ضرورت ہے کہ تو اضطراب اور بے چینیوں میں رہے جسمانیت کی محبت ایک خلش اور نفسانیت ایک مہلک مرض ہے۔ اس کا علاج کر۔ جو میں کہوں وہ کر۔ تیری روح کی مسرت اور تیرے قلب کا حقیقی سکون اللہ تعالیٰ کا ذکرِ پاک ہے۔ اس کو کثرت سے کیے جا۔

(الحق المبین ذکر حق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۳۷۴)

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ؕ
(الرعد آیت ۲۸ پ ۱۳)

جو ایمان لائے اور انکے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان پاتے ہیں، آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی دلوں کو اطمینان بخشنے والا ہے۔

یہ بات ہرگز نہ بھولنا چاہیئے کہ ذکر الٰہی وہ نعمت ہے جو دُنیا بھر کے مصائب سے انسان کی گلو خلاصی کرا سکتی ہے۔ یہ وہ بخششِ الٰہی ہے جس کے حصول سے انسان

کے دین و دنیا دونوں سنور جاتے ہیں۔ یہ وہ عطیہ کبریائی ہے جس سے انسان کے قلب کو دنیا ہی میں آسمانی سرور اور بہشتی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اس کی روح مست و بیخود ہو جاتی ہے اور وہ جیتے جی نجاتِ ابدی تک پہنچ جاتا ہے۔
(الحق المبین ذکر حق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۳۷۴، ۳۷۵)

......ذکر سے مقصد محبت و معرفت الٰہی کی راہ دریافت کرنا اور اُس کی حقیقت سے خبر پا کے، خود سے فانی ہو کر، بقائے دوام اور درجۂ توحید حاصل کرنا ہے۔ اعمالِ جسمانی کا خلاصہ ذکر اور ذکر کا خلاصہ مذکور میں غرق ہونا ہے یاد رکھو کثرتِ ذکر کے بغیر وصالِ حق ناممکن ہے۔ (الحق المبین ذکر حق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۳۸۲)

......اے عزیز! جس کو تو زندگی سمجھ رہا ہے حقیقتاً زندگی نہیں ہے۔ جب تو اللہ کا ذکر کثرت سے کرے گا، تجھ کو معلوم ہوگا کہ زندگی کیا ہے ---؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''جو اللہ کا ذکر کرے اور جو نہ کرے اُن کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔'' (بخاری، مسلم کتاب الذکر، مشکوٰۃ)۔ (الحق المبین ذکر حق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۳۹۱)

حدیث قدسی میں وارد ہے جو میرا ذکر کریگا، میں اس کا ہمنشیں ہوں گا۔ جو میرا شکر کرے اور مجھ سے محبت رکھے، میں اس کا حبیب ہوں۔ جو اپنے دل میں مجھے یاد کرے میں اسے اپنی ذات میں یاد کرتا ہوں، لَا یَصِلُ اَحَدٌ اِلَی اللّٰہِ اِلَّا بِذِکْرِہٖ ''یعنی کوئی عمل اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچا تا صرف اس کا ذکر ہی کامیابی کا بڑا ذریعہ ہے۔'' (بخاری و مشکوٰۃ) اسم کو مسمّٰی سے ایسی نسبت ہے، جیسے جسم کا تعلق باطن یعنی روح سے ہے۔ اسم سالک کو مسمّٰی سے شناسا کرتا اور اس کے دماغ سے خس و خاشاک ماسوا اللہ کا استیصال کر کے، یہاں تک پاکیزہ نظر اور بلند فکر کر دیتا ہے کہ اس کو گلشنِ

Marfat.com

عالم میں ہی حسنِ ازل کی جلوہ گری کا دریا موجیں مارتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ وہ اپنے ذہنِ جاذب میں اس سیلابِ نور اور حسنِ دل کش کی دوڑتی ہوئی ضیا پاش لہروں کا بصیرت سے مطالعہ کرتا اور اس کا حسنِ فہم اس مخزنِ لطف وکرم کی طرف خود بخود کھنچتا چلا جاتا ہے۔ جب شوق میں ڈوبی ہوئی نگاہوں سے ثابت شدہ حقیقت کو اپنے آئینۂ خیال پر ہر وقت چھایا ہوا، دل کی گہرائیوں میں مخفی طور سے موجود، فکر میں اس کی ہستی کو حاضر اور قوتِ حافظہ میں اُسے محفوظ رکھتا ہے تو رحمتِ حق کو جنبش ہوتی اور اس کو قعرِ مذلت سے نکال کر بامِ کمال پر پہنچا دیا جاتا ہے۔ طے کنندگانِ منازلِ اُلفت ہمیشہ اللہ اور رسول ﷺ کی اہم ترین تعلیم یعنی ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں، وہ نفسِ امارہ کی خوشنودی سے آرام نہیں پاتے۔ اُن کی راحت تو ذکرِ الٰہی میں ہے۔ رات کو جاگتے، دن کو دیکھو تو غیر ضروری کاموں سے علیحدہ، اللہ کی یادِ پاک میں مصروف نظر آتے ہیں۔ شوق سا شوق ہے۔ محبت سی محبت ہے۔ آنکھیں کھلی ہیں، اللہ کا ذکر جاری ہے۔ رفتہ رفتہ وادئ محبت میں اپنے آپ کو کھو بیٹھے۔ محویت طاری ہوگئی ہے۔ اللہ کے رنگ میں ڈوب گئے۔ جان وتن کا قصہ مٹ گیا۔ انہوں نے نفس پر قابو پالیا۔ اب اُن کے لئے دُنیا کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ مثلاً آنکھیں جو دیکھنے کے لئے ہیں اگر ان کو بند کر لیجئے تو جس قدر دیکھنے کی چیزیں ہیں آپ کے لئے ان کا وجود وعدم برابر ہے۔ (الحق المبین ذکر حق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۳۹۲، ۳۹۳)

......حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس وقت گزرو تم بہشت کے باغوں سے پس میوہ خوری کرو۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ جنت کے باغ کیا ہیں؟

Marfat.com

فرمایا ذکرِ الٰہی کے حلقے۔(ترمذی، مشکوٰۃ)۔(الحق المبین ذکرحق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۳۹۵)

......حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جو شخص اللہ سے محبت رکھے اس کو چاہیئے کہ ذکرِ الٰہی کثرت سے کیا کرے۔اس کا ثمرہ یہ ہے کہ اللہ اس کو اپنی رحمت اور مغفرت کے ساتھ یاد کرکے انبیاءؑ، اولیاءؒ کے ہمراہ جنت میں داخل کرے گا اور اپنا جمال پاک دکھا کر اسکی عزت بڑھائے گا۔(جامع صغیر)۔(الحق المبین ذکرحق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۳۹۸)

......اے عزیز! ذاکر اور مذکور کی محبت لازم اور ملزوم ہیں۔انسان یا تو کسی کا ذکر بزرگی اور پاکی کے ساتھ اُس وقت کرتا ہے جبکہ اس کو مذکور سے محبت ہوتی ہے، یا جس کا ذکر اچھائی سے کرتا ہے، رفتہ رفتہ اُس کا خیال پیدا ہوکر اُس سے محبت ہوجاتی ہے۔محبت کا خاصہ ہے کہ وہ محبّ کو محبوب کی جانب کھینچتی ہے۔جب کوئی طالبِ حق، اللہ کا ذکر بکثرت کرتا ہے تو اس کے صفاتِ رذیلہ اور سفلی جذبات کمزور ہوجاتے اور قلب مادی میلانات سے پاک ہوکر اس قابل ہوجاتا ہے کہ اس میں انوارِ حقیقت منعکس ہوسکیں۔حضرت ابن عمرؓ سے راویت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر چیز کی صفائی ہے اور دل کی صفائی اللہ کا ذکر ہے اور کوئی چیز اللہ کے عذاب سے بچانے والی ذکرِ الٰہی سے بہتر نہیں ہے۔صحابہؓ نے عرض کیا، کیا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں ---؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگرچہ جہاد کرنے والے کی تلوار لڑتے لڑتے ٹوٹ جائے۔(بیہقی)۔(الحق المبین ذکرحق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۴۰۲)

......ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں میں اُن لوگوں کو تلاش کرتی رہتی ہے جو ذکرِ الٰہی کرتے ہیں۔

پس جب وہ ذکرِ الٰہی کرنے والوں کو پا لیتے ہیں تو اپنے ساتھیوں کو پکار کر کہتے ہیں آؤ اپنے مقصد کی طرف۔ پس وہ فرشتے اپنے پروں سے ذکر الٰہی کرنے والوں کو ڈھانک لیتے ہیں اور آسمانِ دنیا تک پھیل جاتے ہیں۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا کہ اُن کا پروردگار اُن سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہوتا ہے، کہ میرے بندے کیا کر رہے تھے ـــ؟ فرشتے کہتے ہیں تیری پاکی بیان کر رہے تھے۔ تیری عظمت و بزرگی کا ذکر کر رہے تھے۔ تیری تعریف کر رہے تھے اور عظمت کے ساتھ تجھ کو یاد کر رہے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے ـــ؟ فرشتے کہتے ہیں قسم ہے اللہ کی انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے تو اُنکا کیا حال ہوتا ـــ؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھ کو دیکھ لیتے تو تیری بہت زیادہ عبادت کرتے اور بہت زیادہ تیری بزرگی بیان کرتے اور بہت زیادہ تیری پاکی کا ذکر کرتے .... اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اُن کو بخش دیا۔ (یہ سُن کر) ایک فرشتہ کہتا ہے کہ ان لوگوں میں ایک ایسا شخص بھی تھا جو ان میں شامل نہ تھا۔ راہ چلتا کھڑا ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ (یعنی ذکرِ الٰہی کرنے والے لوگ) ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ نہیں محروم رکھا جاتا اُن کے پاس بیٹھنے والا۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ ان لوگوں میں فلاں بندہ بھی تھا جو بڑا گناہ گار ہے۔ وہ کہیں جا رہا تھا کہ راستے میں اُن کے پاس بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کو بھی میں نے بخش دیا۔ وہ ایک ایسی جماعت ہے، جس کے پاس بیٹھنے والے کو بھی محروم نہیں رکھا جاتا۔ (مسلم و مشکوٰۃ) (الحق المبین باب ذکرِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۴۰۵-۴۰۶)

Marfat.com

......اے عزیز! اللہ تبارک وتعالیٰ قدیم اور مخلوق حادث ہے۔ حادث کا مقدور نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنے فہم میں لائے اور اپنی قوت سے ان کو پہچانے۔ حادث کی عقل وخیال اور حواس سب حادث ہیں اور حادث کا ادراک حادث ہونے سے تجاوز نہیں کرسکتا، لہٰذا انسان کو جسم اور جسمانیت سے اس کی بارگاہ میں راہ نہیں ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ صرف اپنے فہم پر اکتفانہ کرے اور اپنی خودی سے خالی ہوکر، طالبِ حق ہو اور اپنے آپ کو نیست کرکے اس راستے میں قدم بڑھائے۔

(الحق المبین ذکرحق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۴۱۵)

......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہی اُمت ہے جو آنحضرت ﷺ کی پوری پوری پیروی کرے۔

......حضور ﷺ کا غارِ حرا میں مجاہدہ، ذکروفکر اور باطنی ریاضت تمہارے لئے کھلا ہوا سبق ہے اور آنحضرت ﷺ کی تعلیم پاک تم کو تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب، خضوع و خشوع، صدق اور اخلاص کی جانب حکماً متوجہ کررہی ہے۔ تمہارا اولین فرض ہے کہ اس پر عمل کرو تاکہ تم پر محبت اور عرفان الٰہی کا دروازہ کھول دیا جائے۔

(الحق المبین ذکرحق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۴۱۷)

......دوسروں کو اختلافِ عقائد کی بناء پر سزا نہ دینا اور جبر نہ کرنا اس دین حنیف کا زریں اصول ہے جس کی اصل بنیاد اللہ کی حکیمانہ تعلیم ہے۔ مشیتِ الٰہی اس بات کی مقتضی ہے کہ بنی نوع انسان اپنی عقل اور قوتِ غور کے اختلاف کے مطابق عقائد میں بھی مختلف ہوں۔ قولہٗ تعالیٰ:

Marfat.com

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ (ھود آیت ۱۱۸۔۱۱۹پ ۱۲)	اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو کُل نوع انسان کو ایک طریقہٗ کار پر عامل بنا دیتا (یعنی ایک مذہب کا پابند) اور وہ آئندہ بھی ہمیشہ اختلاف ہی کرتے رہیں گے۔ مگر وہ جن پر تمہارا پروردگار رحم کرے اور اسی واسطے اُنہیں پیدا کیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہر کسی کے عقائد کو بہ جبر تبدیل کرنا درست نہیں۔

(الحق المبین ذکرِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۴۲۰، ۴۲۱)

......ممکن ہے تیرے سینے سے مذہبی عداوت اور کینہ نکل جائے اور بجائے اس کے دوسروں پر شفقت تیرے دل میں داخل ہو۔ کُل کائنات کا یہ مقدور نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام سے سرتابی کر سکے۔ جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ اس کی منشاء کے عین مطابق ہے۔ اس کی قضا میں تغیر نہیں ہو سکتا۔ تو چون وچرا کے درخت کی جڑوں کو اپنے دل سے نکال ڈال۔ کسی کافر اور مشرک کو بھی حقارت کی نظر سے نہ دیکھ۔ ممکن ہے کہ وہ کسی وقت اسلام سے مشرف ہو جائے۔ مخلوق کو دیکھنے میں تیرا کوئی فائدہ نہیں۔ تیری بہتری خالق کی طرف رجوع ہونے میں ہے۔ جب کسی شے کی فطری استعداد کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا تو اس پر اعتراض کرنے یا اس کو ذلیل وخوار سمجھنے سے سوائے اپنی خودی اُجاگر کرنے کے، کوئی فائدہ نہیں۔

(الحق المبین ذکرِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۴۲۱، ۴۲۲)

......عالَم کی ابتداء سے تمام انبیاءؑ نے ایک ہی دین کی تبلیغ کی اور توحید کی تعلیم دی۔ اگرچہ شریعتیں بدلتی رہیں، لیکن کسی رسولؐ اور نبیؑ نے اصل دین کو تبدیل نہیں کیا۔

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاءؑ علاتی اولادیں ہیں کہ ہمارا دین واحد ہے اور ہماری شریعتیں جدا۔ (الصحیح)

اے عزیز! کثرت سے ذکرِ الٰہی کرتا کہ تیرے دل سے میل کچیل اور زنگ دور ہوجائے۔ کیونکہ ذکرِ الٰہی سے قلوب کی صیقل ہوتی ہے۔ جب دل سے سیاہی دور ہوجائے گی تو ذکر کے انوار کا ظہور ہوگا اور وہ آسمانی ہدایت سے ایسا منور ہوجائے گا کہ خاشاک ماسوا اللہ اسکو غبار آلود نہ کرسکے گا۔ (الحق المبین ذکرِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۴۲۳)

......حضور رسول اکرم ﷺ کی دعاؤں سے ذکر الٰہی کی فضیلت اور اہمیت سمجھ اور اُن پر غور کر۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ۔ الخ	اے اللہ! اپنا ذکر کرنے پر میری مدد کر۔
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ لَکَ شَاکِرًا وَّلَکَ ذَاکِرًا۔ الخ (مشکوٰۃ)	اے اللہ! مجھے اپنا شکر کرنے والا اور ذکر کرنے والا بنا۔

............................(الحق المبین ذکرِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۴۲۴، ۴۲۵)

......اے عزیزو! تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ کسی مردِ کامل سے راہِ طریقت کا سبق حاصل کرکے، ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوجاؤ اور کسی سخت سے سخت وقت میں بھی اللہ کی یادِ پاک میں غفلت نہ کرو۔ (الحق المبین ذکرِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۴۲۵)

......اسم سے مسمّٰی کی طرف راستہ مل سکتا ہے۔ اسم سے مسمّٰی کی معرفت نصیب ہوتی اور خالص اطاعت کا شعور بیدار رہتا ہے۔ بغیر معرفت الٰہی صحیح طاعت کا ہونا مشکل ہے۔ کیونکہ پہلے معرفت ہے اس کے بعد طاعت۔ عمل سے پہلے علم کا ہونا ضروری ہے۔ ذکرِ الٰہی کی کثرت سے اعتقاد مضبوط ہوتا اور اعمال کے ضائع ہونے کا خطرہ

نہیں رہتا۔ بداعتقادی سے سب اعمال رائیگاں ہوجاتے ہیں۔ اسم مسمّٰی کو خیال میں مصوّر، عقل میں موجود، شعور میں متجلی اور فکر میں عیاں کرتا ہے۔ گویا اسم ظاہر اور مسمّٰی باطن ہے۔ اسم، ذات کا تقاضا کرتا اور فکر کو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اسم اور صفت سے ہٹ کر اللہ کی معرفت کا کوئی راستہ نہیں۔

(الحق المبین ذکرِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ نمبر ۴۳۰ تا ۴۳۱)

......اے پاک باز! اللہ پاک کا ذکر اس قدر کثرت سے کر کہ انوارِ ذکر تیرے دل اور دماغ پر چھا جائیں اور تیری روح کا جسمانی صفات اور کیفیات سے لگاؤ نہ رہے۔ پھر تجھ کو سکون دائمی حاصل ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہیں بیٹھتی کوئی قوم ذکرِ الٰہی کرنے کے لئے، مگر یہ کہ گھیر لیتے ہیں اس کو فرشتے اور چھا جاتی ہے اُس پر رحمت اور نازل ہوتی ہے اُس پر سکینت اور ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کا، اُن (شخصوں) میں جو اُس کے قریب ہیں۔ (مسلم)

حدیث قدسی میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بندہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اُس کے پاس موجود ہوتا ہوں۔ اگر وہ میرا ذکر دل میں کرتا ہے تو میں بھی اُسکا ذکر دل میں کرتا ہوں اور وہ جماعت میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کا ذکر ایسی جماعت میں کرتا ہوں جو اُن سے بہتر ہے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)۔

(الحق المبین ذکرِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۴۳۵)

......ہماری روح اس بحرِ نامتناہی کے مقابلے میں ایک قطرہ کی مانند یا اُس سے بھی کم ہے۔ جب یہ ناچیز قطرہ اپنی اصل میں مل جاتا ہے تو خطرات ماسوا اللہ مع شعور کے

Marfat.com

خس وخاشاک کی طرح بہہ جاتے ہیں اور اجنبیت کا پردہ باقی نہیں رہتا۔

اے خود پرست احساس خودی اور ادراک وہمی کو چھوڑ، سنجیدہ بن، تیری ہستی تیرے اور محبوب کے درمیان پردہ ہے۔ تو اپنی خودی کی وجہ سے دُنیا میں راہِ حق کی جستجو کے لئے ٹھوکریں کھا رہا ہے۔ دُنیا کے خواب، آخرت کے زبردست ولولے اور گردوپیش کی چیزوں کے نقوش جو تیرے دل میں جمے اور آنکھوں میں بسے ہوئے ہیں، سب تیرے سنگِ راہ ہیں۔

اے طالب حق! اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ذکرِ پاک ہر ممکن اخلاص وادب کے ساتھ، بکثرت کئے جا۔ اسکی یاد پاک میں مضطرب ہونا اور سچے آنسو بہانا، اُس کی رحمت کا پیش خیمہ ہے۔ (الحق المبین ذکرِحق سبحانہٗ وتعالیٰ صفحہ ۴۳۸)

مزید تفصیل کے لئے پڑھیں

الحق المبین

باب ''ذکرحق سبحانہٗ وتعالیٰ''

صفحہ نمبر ۳۵۴ تا ۴۳۸

Marfat.com

فکر

موجودہ زمانہ میں جبکہ ہر ملک میں تحقیق اور جستجو کا آفتاب درجۂ نصف النّہار پر پہنچ چکا ہے اور ہر قوم جہالت کی تاریکی سے نکل کر اپنے افعال کے نتائج کے متعلق تفکّر وتدبّر سے کام لینے لگی ہے یہ بات قابل افسوس ہے کہ مسلمان اپنی نادانی کی وجہ سے توہمات کے دل دادہ ہیں، خصوصاً مذہب کو راہِ حقیقت کیلئے رہبر بنانا گناہ خیال کرتے ہیں اور اس روشن طریقۂ ہدایت سے روحانی عروج حاصل نہیں کرتے۔ اسلام ''دین فطرت'' ہے۔ دین حنیف کی کوئی ہدایت فطرت کے خلاف اور اس کا کوئی عمل عقل کے منافی نہیں ہے۔ باطنی اصلاح کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے ان کے قلوب سے مذہب کی روح پرواز کر گئی اور ان کے پاس سوائے چند ضوابط کے جن کو رسماً ادا کیا جاتا ہے کچھ نہ رہا۔ ان کے اعمال وافعال زبان حال سے ''مسلمانان درگور ومسلمانی درکتاب'' کے مقولہ کی تصدیق کررہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اچھائی اور برائی کو سمجھنے کے لئے عقل عطا فرمائی ہے۔ یہ عجیب وغریب جوہر ہے جس سے حق اور باطل میں امتیاز کیا جاسکتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

مَاخَلَقَ اللّٰہُ خَلْقًا اَکْرَمَ عَلَیْہِ مِنَ الْعَقْلِ (ترمذی)	اللہ تعالیٰ نے عقل سے بہتر کسی مخلوق کو پیدا نہیں کیا۔

ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کورانہ عمل کرنے والوں اور اندھیرے میں گھرے ہوئے حضرات کی ہدایت کے لئے ہے تاکہ وہ اپنی عقل سے کام لیکر اس کی روشنی میں ذکر

Marfat.com

اور فکر کی ماہیت اور غایت سے باخبر ہو جائیں۔ مذہب کی روح سے بیگانہ اور ناآشنا نہ رہیں۔ ان کے عقائد حق پر اور ان کے اعمال خلوص پر مبنی ہوں۔ اسی حقیقت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے اپنے پیارے بھائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یہ وصیت فرمائی۔

يَاعَلِيُّ اِذَا تَقَرَّبَ النَّاسُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِاَنْوَاعِ الْبِرِّ فَتَقَرَّبَ اَنْتَ بِعَقْلِكَ	اے علیؓ جب لوگ اپنی نیکیوں سے اللہ تعالیٰ کا قرب چاہیں تو تُو عقل سے اس کے قرب کی طرف بڑھ۔

ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عبادت اور مجاہدہ بلکہ ہر عمل فکرِ کامل سے کرنا چاہئے۔ اور عقل وفکر کے بغیر کوئی عمل، عمل نہیں رہتا بلکہ قول ہو جاتا ہے۔ قوتِ فکر انسان کو مصنوع سے صانع کی طرف متوجہ کرتی اور اس کو کثرت سے وحدت کی طرف لیجاتی ہے۔ (الحق المبین فکر صفحہ ۴۴۰-۴۴۱)

......اصطلاح صوفیاء میں فکر کے معنی باطل سے حق کی طرف رجوع ہونا ہیں۔ باطل عدم ہے اور حق موجود۔ ذکرِ الٰہی میں کُلّی انہماک یعنی فکرِ کامل کے ذریعے سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ یہ تمام صورتیں جو حواس جسمانی سے محسوس ہوتی ہیں، حق سے تعبیر نہیں کی جاسکتیں۔ جس طرح الفاظ سے ہمارا مقصد اظہار معنی ہوتا ہے، صورتوں کو بھی اظہارِ حقیقت کا آلہ کہا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ عالَم کے لغوی معنوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ عالم کے لغوی معنی ''مَا يُعْلَمُ بِهٖ'' ہیں یعنی جہان کو عالَم اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ہر شے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ جس طرح گرمی سے سردی کی شناخت ہوتی ہے، اسی طرح تاریکی یا سایہ نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

(الحق المبین فکر صفحہ ۴۴۵)

......مراقبہ کیا ہے؟ انتظار کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں '' فَارْتَقِبْ'' فرمایا ہے یعنی '' فَانْتَظِرْ''۔ مراقبہ ایک بعید از فہم عبادت ہے۔ یہ معرفت الٰہی کا زینہ ہے جو عوام کی سمجھ سے باہر ہے جب تم مراقبہ دل وجان سے کرو گے تو راہ معرفت صاف ہوجائے گی اور عرفانِ الٰہی کا بند دروازہ کھل جائے گا۔ کُل انبیائے علیہم السلام اور اولیائے کرامؒ نے اسی زینے کے ذریعے روحانی ترقی حاصل کی ہے۔ ......

سبحان اللہ -! یہ کیسی خاص تلقین اور خاص عبادت ہے۔ اس شغلِ دل اور عبادت سے ایک عجیب خود رفتگی پیدا ہوتی ہے۔ اس فرض کی انجام دہی سے حقیقی جلوہ نظر آتا اور حقیقی مسرت ملتی ہے۔ یہ وہ پاک اور خالص عبادت ہے جس کی سوائے ذات الٰہی کے کسی کو خبر نہیں ہوتی۔ اے طالب حق! تو بھی اس عبادت کے ذریعے اپنے محبوب کی جانب بڑھ۔ (الحق المبین فکر صفحہ ۴۴۹-۴۵۰)

مزید تفصیل کے لئے پڑھیں

الحق المبین

باب ''فکر''

صفحہ نمبر ۴۳۹ تا ۴۵۸

Marfat.com

تفکر

تفکّر ایک ایسی عبادت ہے جس کی مثال شمع سے دی جاسکتی ہے جو جلتی رہی اور صبح کو یا تو وہ خود بجھ جاتی ہے یا بجھادی جاتی ہے۔ کیونکہ اس وقت اس کی روشنی اصل مخزن، آفتاب سے مل جاتی ہے، جو تمام ظاہری روشنیوں کا مخزن ہے۔ اسی طرح انسان کثرتِ تفکّر سے بحرِ وحدت میں ڈوب کر خود سے غائب ہوجاتا ہے۔

(الحق المبین تفکر صفحہ ۴۶۱)

...... طالب کو لازم ہے کہ دائم الحال طلب حق میں متفکر رہے اور غیریت اعتباری کو دل سے دور کرے۔ اگر وہ اس کی مداومت میں رہے گا اور کوئی دم اس سے غافل نہ ہوگا، تو چند روز میں یقیناً اس کے دل سے حجاب تعینات وتقیّدات وہم اور غیریت اعتباری دور ہوجائیں گے اس کا دیدۂ باطن کُحل تفکر توحید سے سرمگین ہوجائے گا۔

(الحق المبین تفکر صفحہ ۴۶۲)

...... جو شخص بلا طمع دنیوی اور بغیر خواہشات اُخروی سچّے دل اور خلوص سے ذکر الٰہی میں منہمک رہتا ہے، آخر کار اس کا دل ودماغ صبغۃ اللہ سے رنگ جاتا ہے۔ وہ فنا فی اللہ کے ارفع مقام پر پہنچ کر، اللہ کے خاص بندوں میں شامل ہوجاتا اور مرفوع القلم ہوکر ظاہری عبادات کی حدود سے گزر جاتا ہے، مگر یہ مرتبہ ہر شخص کا حصّہ نہیں ہے اللہ جس کو چاہے عنایت کرتا ہے۔ (الحق المبین تفکر صفحہ ۴۶۹)

مزید تفصیل کے لئے پڑھیں الحق المبین

باب ''تفکر'' صفحہ نمبر ۴۵۹ تا ۴۷۳

عشق الٰہی

(حدیث قدسی)

كُنْتُ كَنْزًا مَّخْفِيًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرِفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ (زرقانی، کتاب سر الاسرار از شیخ عبدالقادر جیلانیؒ)	میری ذات ایک پوشیدہ خزانے کی طرح مخفی تھی۔ جب میں نے اس بات کو محبوب جانا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو ہویدا کیا۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کے خمیر کا اعلیٰ جز عشق الٰہی ہے اور وہ روزِ ازل سے اُس میں وُدیعت ہے کیونکہ انسان اور اسکا ظہور اللہ تعالےٰ کی اپنی معرفت سے محبت کا نتیجہ ہے غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تمام کائنات محبت کے لطیف اور مضبوط رشتہ میں جکڑی ہوئی ہے۔ اوّل و آخر، ظاہر و باطن، بالا و پست محبت ہی محبت ہے۔ اُس کی وسعتوں کی کوئی انتہا نہیں محبت سبب ہے، اور وصالِ محبوب مسبّب۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ محبت اللہ کا نور ہے تو بیجا نہ ہوگا۔ جہاں محبت ہے وہاں سب کچھ ہے۔ دونوں جہاں کا کاروبار جذبۂ محبت پر موقوف ہے۔ جو محبت کی قدر سے خالی ہے وہ ہر شے سے بے بہرہ ہے۔ مرکزِ عرش سے لیکر کرۂ ارض تک کوئی ذرہ بے قدر، بغیر محبت کے قائم نہیں رہ سکتا۔ (الحق المبین عشقِ الٰہی صفحہ نمبر ۴۷)

......ذات اَحد ظہور سے پہلے مخفی تھی۔ محبت ہی کے سبب عالم امکان میں اس کا ظہور ہوا۔ محبت ہی ظاہر ہے اور محبت ہی مستور۔ محبت ہی سے کل جہاں معمور ہے۔ دنیا میں محبت سے بڑھ کر کوئی مزا نہیں۔ محبت ہی دنیا کی روح ہے اور جو کچھ حصول مدعا ہے وہ محبت ہی ہے۔

Marfat.com

محبت کے بغیر اللہ، اللہ نہیں رہتا۔ صرف نام رہ جاتا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ محبت اللہ کے علاوہ نہیں۔ اللہ کا دوسرا نام محبت ہے۔ محبت ہی اللہ کی پرستش اور اس کی یاد ہے ۔ محبت ہی اس کے فکر میں مستغرق رکھنے کا باعث ہے ۔ اور محبت ہی عبادت کی حقیقت ہے۔ (الحق المبین عشقِ الٰہی صفحہ ۴۷۶)

......حُب ، محبّ ، محبوب ۔ طلب ، طالب ، مطلوب ۔ عشق ، عاشق ، معشوق ۔ یہ تین حالتیں ہیں ۔ جب طلب اور عشق کا راز سالک پہ ظاہر ہوتا ہے ، تو وہ محبّ ، محبوب ، طالب ، مطلوب اور عاشق و معشوق کی حقیقت سے باخبر ہو جاتا ہے۔ جس طرح اسرار الٰہی کے سمجھنے میں عوام کی عقل و فہم نارسا ہیں۔ اسی طرح محبت کے رموز بھی ہر کس و ناکس کی سمجھ میں نہیں آ سکتے۔ (الحق المبین عشقِ الٰہی صفحہ ۴۸۰)

......جب عاشق بادہ خوار جامِ عشق الٰہی پیتا ہے، تو اس کے جذبات و کیفیات کا عجیب عالم ہو جاتا ہے۔ اس کے ظاہر اور باطن سے حقیقی مسرّت کی ایسی دلکش موجیں اٹھتی نظر آتی ہیں کہ دوسرے بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔
(الحق المبین عشقِ الٰہی صفحہ ۴۸۳)

......شراب عشق الٰہی پینے کے بعد حیرت ، سوز و گداز اور دردِ دل پیدا ہوتا ہے۔ عشق حقیقی کو جنبش ہوتی ہے۔ فوراً جلوۂ محبت کی ایک بجلی سی اس کی رگ رگ میں پوری طاقت سے دوڑتی اور جاگزیں ہو جاتی ہے۔ سوائے مطلوب کے کل موجو دات یہاں تک لا شے اور معدوم ہو جاتے ہیں کہ اس کو اپنا عزیز ترین وجود بھی لا شے اور ہیچ معلوم ہوتا ہے۔ بادۂ عشق کا مصفّا جام اور اس کا لطیف نشہ لفظوں میں نہیں آ سکتا۔ اس کے لیے صرف اس قدر کہا جا سکتا ہے۔ ذوق ایں بادہ ندانی

Marfat.com

بخدا تانہ چشی "اس شراب کا ذوق چکھے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔" (صفحہ نمبر ۴۸۴)

......محبتِ حقیقی ایک پُر لطف اور اہم جذبہ قلبی ہے۔ وہ انسان کے دل میں حق تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا بکثرت ذکر کرنے، اُن کے معانی میں فکر کرنے اور اُس کی صفات پاک میں غور کرنے یا اُن کا ذکر سُن کر خیال کی صورت میں پیدا ہوتی ہے' اور رفتہ رفتہ طلب صادق بن کر بھڑک اُٹھتی ہے، اور بامِ ترقی پر چڑھنے اور وصال محبوب کے لئے رہبر بن جاتی ہے۔ وہ ازلی میخواروں کا حصّہ ہے جن کے خیالات کی بلندی اور اعلیٰ تصوراتِ ذہنی کا مقصد سوائے حق کی یافت کے اور کچھ نہیں۔ خیالات کا اثر انسانی زندگی پر بہت کچھ ہوتا ہے۔ تصوّراتِ ذہنی سے تشکیل اعمال ہوتی ہے۔ اگر کسی کے تصورات اعلیٰ وارفع ہیں تو اُس کے افعال بھی پاکیزہ اور اگر ارذل وادنیٰ ہیں تو اُس کے اعمال بھی پست ہوں گے۔

(الحق المبین عشقِ الٰہی صفحہ ۴۸۶)

......اے شاہدِ ازل! تیرے حُسن کا بھکاری ظاہری نعمتوں کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا۔ تیرے عشق کے سلسلہ میں جو اسیر ہے وہ جملہ تعلقات ماسوا اللہ سے دست بردار اور بے تعلق ہے۔ وہ تجھ سے تعلق رکھتا اور تیری یاد میں مستغرق رہتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جس دل پر محبت یار کا غلبہ ہو، اُسے اغیار سے کیا کام۔؟ جو اللہ کا طالب ہو، اسے ماسوا سے کیا واسطہ۔؟ لیکن غلبۂ محبت زبانی دعوے سے کسی کو نہیں ملتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے۔ (الحق المبین عشقِ الٰہی صفحہ ۴۹۱)

......جب سالک کو معرفتِ حق نصیب ہوتی ہے تو اس کے علم میں غیر حق کا وجود ہی

Marfat.com

نہیں رہتا۔ وہ خلق کے حرکات وسکنات کو اللہ ہی کے حرکات وسکنات سمجھتا ہے۔

اے عزیز! اپنے کل صفات کو حق میں فنا کر کے سب سے بے تعلق ہو جا۔ انسان میں ایک وصف ہے کہ جس سے دل لگاتا ہے اس کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ اس لئے تجھ کو چاہئے کہ اپنے دل کو حق سے لگائے۔ (الحق المبین عشقِ الٰہی صفحہ ۵۰۷)

......اللہ کو آئینۂ جمیل یعنی انسانِ کامل کا قلب پسند ہے۔ جو شخص برادرانِ یوسفؑ کی مانند ہے وہ حسن کی قدر نہیں کرتا اور اللہ سے محبت کرنیکا صرف زبان سے دعویدار بنتا ہے۔ جو خود اپنے خیالات وخواہشات کے اصنام کا بُری طرح عاشق ہو وہ اللہ کی محبت کو کیا جانے؟ اس کی روح اجنبیت کے سبب اپنے خالق کی محبت سے خوش نہیں ہوتی۔ اس کا دل شاہد حقیقی کے حسن دلفریب اور جمال دل کش کی قدر نہیں کر سکتا۔ اس کی نگاہ دنیا اور اس کی زینتوں کی طرف لگی رہتی، اس کے اندر اُن کی محبت کی دبی ہوئی آگ سلگتی اور اس کی روح ماسوا اللہ کے خیالات میں پھٹکتی رہتی ہے۔ لیکن عاشق کو عشق حقیقی احدیت کی طرف راہ دیتا اور اس کی روح پورے جوش سے اپنی پاک اصل وحقیقت کی طرف کھنچ جاتی ہے۔ (الحق المبین عشقِ الٰہی صفحہ ۵۱۴)

......جو دل سے دُنیا کو محبت الٰہی کی وجہ سے ترک کرے اور آخرت سے گزر جائے، وہ حضرت حق سُبحانہٗ وتعالیٰ کا مقرب بندہ ہوگا۔ جب تک باب الخلق دنیا وآخرت سے نہ گزرے گا، باب الرحمان ذات حق سُبحانہٗ وتعالیٰ کو ہرگز نہ دیکھے گا۔ اگر تو خالق کے ساتھ ہے تو اس کا بندہ اور اگر تیرا دل مخلوق کے ساتھ ہے تو مخلوق کا بندہ کہلائے گا۔ طالب مولیٰ جب کل مخلوقات سے ترک وتجرید اختیار کرتا ہے تو وہ خاص اللہ کا بندہ ہو جاتا ہے، کیونکہ خیالِ غیر بندے اور اللہ کے درمیان حجاب ہے۔

Marfat.com

اے عزیز! جس چیز سے تیرا دل وابستہ ہے اسی چیز میں حق سے محجوب ہو جائے گا۔

(الحق المبین عشقِ الٰہی صفحہ ۵۱۷)

مزید تفصیل کے لئے پڑھیں

الحق المبین

باب ''عشق الٰہی''

صفحہ نمبر ۴۷۴ تا ۵۱۷

Marfat.com

بزمِ عرفان

اے عزیز-! یاد رکھ کہ بلا رحمتِ الٰہی کسی کے اعمال اس کو بہشت میں نہیں لے جا سکتے اور نہ دوزخ سے رُستگاری کا باعث ہو سکتے ہیں۔

انسانی زندگی کا واحد مقصد صرف حصولِ عرفان و علم الٰہی ہے، اور تمام اسلامی اعمال وعبادات اسی عظیم الشان مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مقرر کیئے گئے ہیں۔ مگر انسان خودی و غفلت کی وجہ سے متوجّہ الی اللہ نہیں ہوتا اور اپنی خود بینی کے باعث اپنی ظاہری حالت پر نظر رکھتا ہے۔ اس لئے جمال حق کا عرفان حاصل نہیں کرسکتا۔ چونکہ خودی اور للّٰہیت کا جمع ہونا غیر ممکن ہے، وہ مرتبۂ استغراق و فنا فی اللہ سے دور رہتا ہے۔ خودی جو باعث بُعد ہے۔ طریقت میں گناہِ عظیم ہے۔ (الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ نمبر ۵۱۹)

...... یہ واقعہ بھی ہے کہ نفس کو جسمانی لذّات، سفلی خواہشات اور مادّی رجحانات سے روک کر، شیطانی لذّات کو ترک کر دینا آسان نہیں۔ یقیناً یہ نہایت دشوار گزار مرحلہ ہے۔ صرف وہ مقدّس نفوس جو روز ازل سے جستجوئے حق کا بے پناہ ذوق لیکر آئے ہیں، اس راستے میں اللہ کے لئے سب کچھ قربان کر دیتے اور اپنے جذبات کے تاثرات سے نفس و عناصر سے گذر کر، آگے بڑھتے، اور عالم روحانیت میں پہنچ جاتے ہیں۔ وہ روحانی کیف و سرور کو بھی نظر انداز کر کے، بحرِ الوہیت میں غسل کرتے اور ماسوا اللہ سے پاک وصاف ہو کر اپنا حقیقی مقصد حاصل کر لیتے ہیں۔

ان برگزیدہ ہستیوں کے نزدیک توحید کے بھنور میں غوطہ لگانے اور اس سے باہر نہ

Marfat.com

نکلنے کا نام غسل ہے۔(الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۲۰)

......اے طالب حق! فرصت کو غنیمت جان۔ غیر اللہ کا میل کچیل دل سے نکال ڈال۔ اخلاق الٰہی سے متصف ہو کر معرفت حق سے دل کو منور کر لے۔

(الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۲۱)

......جب تک انسان عرفان سے بہرہ ور نہیں ہوتا وہ نہ محویت اور استغراق کی حقیقت کو سمجھ سکتا اور نہ صلوٰۃ دائم ادا کر سکتا ہے۔ نہ اس کی روح کو نجات ملتی اور نہ اس کو حیات جاوید حاصل ہوتی ہے۔ جب طالب اِس راہ میں گامزن ہوتا ہے اور مرشد کامل کی رہنمائی میں ذکر و فکر الٰہی، تزکیۂ نفس، تصفیۂ روح اور ریاضت و مجاہدہ کر کے اپنے قلب کو ماسوا اللہ سے پاک و صاف کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے، تو شہدِ توحید اور چشمۂ عرفان الٰہی کے آبِ حیات سے سیراب ہو کر قرب حق حاصل کر لیتا ہے۔ درحقیقت عرفانِ حق ہی انسان کا اعلیٰ مقصد حیات ہے۔

(الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۲۲)

......انسان جو اپنے آپ کو بھولا ہوا ہے اگر اللہ کی محبت کے قلعے میں گوشہ نشینی اختیار کرے، ماسوا کے دیکھنے سے آنکھوں کو بند کرے اور نہایت ہوشیاری سے اپنے دل میں بغور سوچ کر اپنے آپ کو یاد کر لے، تو اللہ اپنے فضل و کرم سے اس کو "اَنفُس" کا جگمگاتا چراغ اور آفاق کا آفتابِ درخشاں بنا دیتا ہے۔

(الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۲۴)

......اے عزیز۔! اپنے آپ کو پہچاننا اور اپنی اصل کی طرف بازگشت کرنا سلوک میں بہت ضروری، بلکہ بمنزلۂ فرض ہے۔ کیونکہ عالم شہادت میں جس قدر مظاہر ہیں، وہ

Marfat.com

خاص خاص صفات کے مظہر ہیں۔صرف انسان ہی اسماء وصفات الٰہی کا ایسا جامع مظہر ہے جس میں ہر ایک صفت موجود ہے۔اس لئے ہمارا اصلی اور حقیقی فائدہ اسی میں ہے کہ ہم اپنے اُس اصلی مبدا ''حَیٌّ وَ قَیُّوْمُ'' کی طرف لوٹ جائیں، جس کو کبھی فنا نہیں۔(الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۲۴)

......جو چیز اپنی اصل سے مجبوراً علیحدہ ہوتی ہے وہ دوسری چیز کے ساتھ مل جانے سے بے قرار رہتی ہے اور بمصداق ''کُلُّ شئٍ یَرْجِعُ اِلیٰ اَصْلِہٖ'' کے اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔اسی وجہ سے عاشق الٰہی کی روح دیوانہ وار اپنی حقیقت، یعنی خالق کی تلاش میں رہتی ہے۔اس قفس عنصری میں گرفتار ہونے سے مجبور ولاچار ہے۔لیکن ہر وقت اپنے محبوب کی یاد میں مضطرب رہتی ہے۔

(الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۲۴-۵۲۵)

......تیرے دل کے آئینہ میں کدورتِ تعلقاتِ دُنیوی بھرے ہیں۔اِس لئے انوارِ الٰہی جلوہ گر نہیں ہوتے۔دل اگر صاف ہے تو عشق کا حال ظاہر ہوگا۔دِل سے جب دنیا کے بکھیڑوں کے زنگ اور داغ چھوٹ جاتے ہیں تو یہ آئینہ خورشید کے مانند چمک اُٹھتا ہے اور انوارِ اِلٰہی اس سے کل عالم میں نمایاں ہوجاتے ہیں۔پھر چھپائے نہیں چھپتے۔حضرت نعمان بن بشیرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سن لو! جسم انسانی میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، اگر وہ درست ہوجائے تو پورا جسم درست ہوجاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے، سن لو وہ دل ہے۔'' (بخاری، مسلم)۔(الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۲۵)

......اللہ رب کریم نے انسان کو حقائق ناسوتیہ وملکوتیہ عطا کئے اور ایسے اعلیٰ صفات

Marfat.com

سے بھی سرفراز فرمایا کہ وہ اشرف المخلوقات و مسجود ملائک ٹھہرا لیکن اگر انسان نے ان تمام حقائق کو ترک کر کے اور اللہ کی تمام عنایتوں سے غافل ہو کر صرف حقیقت ناسوتیہ کو پسند کیا، تو یقیناً وہ عالم اسفل میں جا پڑے گا۔ جس کو مسخ سیرت کہتے ہیں اور یہ ایسا ذلیل درجہ اور اُس کی اتنی بدترین کمائی ہے کہ **الامان! الحفیظ!**

......اے عزیز۔! تیری فلاح صرف اسی میں ہے کہ دیدار الٰہی اور عرفان حق کو اپنی زندگی کا واحد اور اہم ترین نصب العین بنا لے۔ (الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۳۰)

اپنی زندگی کے بیش بہا لمحات میں ذاتِ ایزدِ برتر کو، رسول اکرم ﷺ کی اتباع میں، اپنا مقصود بنا لے۔ اس کے ساتھ یہ امر بھی پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ طلب شہرت، عزّ و جاہ، کشف و کرامات، ملہمانہ کیفیت اور وارداتِ قلبی کو اہمیت نہ دے۔ مقصود پر پہنچنے کی غرض سے ان نمایاں خطرات سے گزر جائے۔ سوائے حق کے کسی کو بھی اپنے لئے پسند نہ کرے۔ (الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۳۳)

......اے پیارے طالبانِ حق ! تم کو اس اعلیٰ مقام کا طالب بننا چاہیئے اور میں نے جو مجاہدہ عملِ لاہوتی کی شمشیرِ بُرّاں تم کو کشورِ روح کی فرمانروائی کے لئے دی ہے، اس سے نفس سرکش کو پامال کر کے دماغی استعداد و قلبی اثرات سے اس پر اقتدار حاصل کرو اور منہیات کو قطع کرتے ہوئے سرشارانہ طرب انگیزی سے منزلِ حق کی طرف بڑھے چلے جاؤ۔ (الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۳۵)

......عارف تو ایک لمحہ کے لئے بھی جلوہ حق سے غافل ہونا سب سے بڑا عذاب سمجھتا ہے۔ اس کا یقین تو اس کے صالح ہم نشینوں کو بھی ہوتا ہے کہ اللہ کل ماسواء سے اچھا

Marfat.com

ہے۔ عارف اللہ والا ہے، دنیا والا نہیں۔ دُنیا کے معاملے میں وہ کسی سے نہیں جھگڑتا۔ لیکن عجب ستم ظریفی ہے کہ دنیا والے اُس سے اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں۔ حدیث: "اَلدُّنیَا جِیفَةٌ وَّطَالِبُهَا كِلَابٌ" (مسلم) دنیا مردار ہڈی ہے اور اُس کے طالب کتے ہیں۔ (الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۳۶، ۵۳۷)

......وہ انسان کس قدر بے عقل اور ناداں ہے جو ہر قیمت پر اور ہر طرح کی تکالیف و غم برداشت کر کے، دنیائے فانی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ گویا وہ رنج دنیا کا دلدادہ ہے۔ (الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۳۸)

......اے عزیز! دنیا سے دل بستگی اور خواہشات نفسانی کو ترک کئے بغیر ہرگز کوئی صاحب دل نہیں ہوسکتا۔ (الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۳۹)

......حضور ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھے علم اوّلین وآخرین کا وارث بنایا اور مختلف علوم کی مجھے تعلیم دی۔ ایک علم وہ ہے کہ جس کا چھپانا مجھ پر لازم قرار دیا کیونکہ وہ ایسا علم ہے کہ جس کو میرے بغیر کوئی نہیں اٹھا سکتا دوسرا علم وہ ہے کہ جس کے بتانے اور چھپانے کا مجھے اختیار دیا۔ تیسرا علم وہ ہے کہ جس کے متعلق یہ حکم ہوا کہ خاص و عام کو تبلیغ کردو۔ (تفسیر روح البیان جلد نمبر ۳، صحائف السلوک) ان وجوہات کی بنا پر صوفیائے کرام اور اولیائے عظام نے اسرار و معارف کو صرف مستحقین کے سامنے بیان کرنا مناسب سمجھا، کیونکہ عدم استعداد اور استحقاق کے باوجود اگر کسی کے سامنے اسرار و معارف کا ذکر کیا جائے تو اس کو ضرر پہنچنے کا کافی امکان ہے۔

امامِ شافعیؒ فرماتے ہیں:

فَمَنْ مَنَحِ الْجُهال علما اضاعه ومن منع المستوجبين فقد ظلم

Marfat.com

ترجمہ: جس نے جہال کو علم دیا اس نے اس کو ضائع کیا۔ اور جس نے مستحقین سے رو کا تو ظلم کیا۔ (الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۴۰-۵۴۱)

......اللہ تعالیٰ نے تجھے صرف اپنی معرفت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس نے فرمایا ہے کہ میں شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہوں۔ اپنے نفسوں میں مجھ کو کیوں نہیں دیکھتے۔ تو خودی، کبر اور نخوت کا طلسمی بت توڑ کر غور وفکر کے ساتھ اپنی پر سکون حقیقت کی طرف رجوع ہو کر خود کو پہچان لے۔ (الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۴۷)

......اے عزیز! اپنے نفس کی معرفت کو وہی ناپسند کرتے ہیں جو اللہ سے غافل ہوں۔ تو ایسے لوگوں کی صحبت سے علیحدہ رہ۔ (الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۴۷)

......روح میں کل صفاتِ الٰہیہ موجود ہیں، جن کا نشو ونما مجاہدہ باطن سے ہوتا ہے نہ کہ اعمال خارجی سے۔ جس طرح روح کا تنزّل اس پردۂ جسم میں ہوا ہے، اسی طرح اس کو خوشی ومسرت کے ساتھ ریاضت ومجاہدہ کے ذریعہ مبدائے اصلی تک پہنچادے۔ (الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۴۷)

......وہاں عذرِ عدم بصیرت قبول نہ ہوگا۔ اگر تم نے یہاں اُسکے دیدار کی صلاحیت اور استعداد حاصل نہ کی تو وہاں بھی ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔ قولہ تعالیٰ:

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ○ (بنی اسرائیل آیت ۷۲ پ ۱۵)	جو شخص بنا رہا اس دنیا میں اندھا (حق دیکھنے سے) وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور بڑا گم کردہ راہ ہوگا۔

تمہارا حشر اُسی حال اور صفت پر ہوگا۔ جس کو تم اپنے ساتھ لیکر اس دنیا سے جاؤ گے۔ جو کمایا ہے وہی ملے گا۔ تکلیفِ مجاہدہ اور سعی عمل یہاں ہے وہاں نہیں۔

Marfat.com

حدیث: ''تم جیسی زندگی بسر کرو گے ویسے ہی مرو گے۔ جیسے تم مرو گے ویسے ہی قیامت کے دن اٹھو گے۔ جیسے قیامت کے دن اٹھو گے ویسا ہی تمہارا حشر ہوگا۔''
(بخاری و مسلم)۔(الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۴۸-۵۴۹)

اے عزیز۔! اللہ کی معرفت حاصل کرنے کے لئے سمجھ اور روحانی دانائی کی ضرورت ہے۔ تجھ کو لازم ہے کہ اپنی بہتری اور کامل فلاح کے لئے اس مقدس علم کو حاصل کر تا کہ تجھ پر اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَ اَنَا سِرُّہٗ (سرالاسرار) ''انسان میرا ایک راز ہے اور میں انسان کا'' کا بھید ظاہر ہو جائے۔(الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۵۰)

......اے عزیز! تو عرفان الٰہی کو اپنی زندگی کا واحد نصب العین بنالے اور اِدھر اُدھر نہ دیکھ۔ قولہٗ تعالیٰ: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ○ (النجم) ''آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی'' کی روشنی میں روحانی لذت حاصل کرنے کے لئے اپنی آنکھ کو اپنے بہترین جذبہ سے محبت کی حد تک پہنچادے۔ جسے دیکھنا مقصود ہے اس سے آنکھ اِدھر اُدھر نہ پھرنے پائے، اور خلوص و صداقت کے ساتھ ہر طرف اس کے منور حسن اور جمال کی دل کش رعنائیوں پر نظر جمائے رکھ۔ ان لذّات کا تعلق صرف بصر، دل اور حسیاتِ دل سے ہے۔ اس لئے تیرے دل میں دوسرا خیال ہی نہ آنے پائے۔ دل کی آنکھ جلوۂ شاہدِ حقیقی کی طرف ہمیشہ لگی رہے۔ اگر اپنی نگاہ اس پر قائم رکھے گا تو اس دشوار گزار پلِ صراط سے جو تیز تلوار کی دھار کے مانند ہے بآسانی گزر جائے گا۔ (الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۵۶)

Marfat.com

......قولہ تعالیٰ:
یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ۟ۙ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۟ۚ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۟ۙ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۟۠ (الفجر آیات ۲۷ تا ۳۰ پ ۳۰)

اے مطمئن ہونے والی جان۔ اپنے پروردگار کی طرف لوٹ۔ وہ تجھ سے راضی تو اُس سے خوش پس میرے (نیک) بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں داخل ہو۔

......(الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ نمبر ۵۵۸)

......حضور ﷺ کی اُمت کے طالبانِ صادق آنجناب ﷺ کی تعلیم پاک، ذکر و فکر، مراقبہ، مشاہدہ اور تزکیۂ نفس پر عمل کر کے، آنجناب ﷺ کی اتباع پاک میں، میدان باطن کی طرف نہایت ہمت اور جرأت سے بڑھتے اور اپنا سب کچھ قربان کر کے حریم قدس میں باریاب ہو کر مرتبۂ ولایت پر بفضلہٖ فائز ہوتے ہیں۔ بحرِ حسنِ ذات کی موجیں اُن کو جس طرف چاہتی ہیں لیجاتی ہیں۔ (الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۷۲)

اے عزیز! کسی مرشد واصل کے ہاتھوں مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا یعنی موت اختیاری کا جام پی کر فنا ہو جا۔ حباب کی طرح بحرِ توحید میں مل کر اپنا نام و نشان مٹا دے۔ (الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۷۸)

......اے طالب پاکباز! جب تک تو مرنے سے پہلے نہ مرے گا، قرب الٰہی اور اُس کے دیدار سے محروم رہے گا۔ جب تجھ میں تیرا کچھ بھی باقی نہ رہیگا، اس وقت تو بے ہمہ اور باہمہ ہو کر، تاجِ ولایت کا مستحق ہوگا۔ (الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۷۹)

......عارفِ سوختۂ عشق سے اسکا دل بھی غائب ہو جاتا ہے اور دل کے ساتھ تمام اعمال اور اشیائے دین و دنیا اور ان کے خیالات محو و فراموش ہو جاتے ہیں۔ جس کا جامۂ وجود، آتش عشق الٰہی سے سوخت ہو گیا، وہ دین و دنیا کی تمام خواہشات اور

عیوب بشری سے پاک ہوگیا۔ جب تک شعور ہستی باقی رہتا ہے۔ اس وقت تک خواہشات ظلمانی ونورانی کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا اور طالب پریشان رہتا ہے۔

(الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۸۳)

تجھ کو لازم ہے کہ ہر ممکن کوشش سے اپنے دِل کو اللہ تعالیٰ کا گھر بنائے رکھے۔ نفس، شیطان اور غیر اللہ کو اس میں ایک لمحے کے لئے بھی داخل نہ ہونے دے۔ کیونکہ خیال غیر اللہ کی محبت کو دل میں جگہ دینا، اس کی صحبت اختیار کرنا ہے اور ماسوا اللہ کی قلبی صحبت، جسمانی صحبت سے ہزاروں درجے زیادہ مضر ہے۔ اللہ کے مقابلے میں تو جس چیز کی محبت اپنے دل میں رکھے گا، اُسی کا پجاری بن جائے گا۔

(الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۵۹۴)

ہر طالب حق کیلئے، یہ عبادت نہایت مفید اور عرفان حق کی کلید ہے کہ ہمہ وقت، ہر جا اور ہر حالت میں کھڑے، بیٹھے، چلتے، پھرتے، لیٹے، سوتے، جاگتے، اس کا ذکر کرتا رہے۔ ہمیشہ اپنے افکار و خیالات کو کام میں لاکر، پوری یک جہتی سے حق کی طرف متوجہ رہے اور اس کی پاکیزگی کا تصور جمائے۔ کیونکہ اس منزل ومقام پر بجز عشق الٰہی میں محو و مستغرق رہنے کے اور کوئی دوسرا عمل مقصود نہیں ہوتا۔

(الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۶۰۲)

......اے عزیز! عشق ومحبت کا مقصود اور ہے اور نام ونمود، شور وغل کی غرض اور۔ تو ہر طرف سے آنکھ، کان، زبان اور قلب کو بند کر کے صرف اللہ کا ہو جا۔ اللہ کے لئے سب کچھ قربان کر دینا کچھ بڑا کام نہیں۔ غور تو کر اب بھی تیرے پاس تیرا کیا ہے۔ جس کو تو اپنا کہتا ہے، اس کا، تیرا اور سب کا مالک حق تعالیٰ ہی ہے۔

(الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۶۰۹)

تو اُس کی طلب میں مردے کی طرح ہو جا اور خود سے بے خود ہو کر اپنی اجنبیت کو ختم کر کے یگانگی کی راہ سے اُس کی حریم قدس میں داخل ہو۔ جب تو اور تیرا کچھ بھی نہ رہے گا، اور جب تو نیک نامی اور بدنامی کے خیال اور ما و من سے گزر جائے گا، تو تجھ کو حیات حقیقی نصیب ہوگی اور تو خود سے مردہ، لیکن زندہ بارب ہو جائے گا۔ اُس وقت جو کچھ حق کا ہے، وہ تیرا ہوگا۔ اہل بصیرت تیرے سر پر خلافت الٰہی کا تاج اور تیرے گلے میں حَبلِ الوَرِید کا ہار دیکھیں گے۔ تیرے علم کی وسعتوں کا اندازہ کرنا، عقل وفہم کے حدود سے باہر ہو جائیگا۔ (الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۶۰۹-۶۱۰)

......آخرت کو دنیا کے عوض نہ فروخت کرو۔ اعلیٰ کو ادنیٰ کے عوض کیوں چھوڑتے ہو---؟ یہ کفرانِ نعمت ہے۔ پراگندہ اور معمولی عبادت رسمیات کے تحت کر کے تم کس طرح خود کو بے انتہا راحت اور دیدار حق کا مستحق خیال کر سکتے ہو---؟

(الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۶۱۵)

......اے عزیز! صفہ والوں کی تربیت کر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کو یہ دکھا دیا کہ اصلاح باطن سے دنیا کے غریب اور کمزور انسان کیا سے کیا بن سکتے ہیں۔ یہ وہ مقدس راستہ ہے جو طالبِ حق کو فرشِ ذلت سے بلند کر کے عرش عظمت پر پہنچا دیتا ہے۔ (الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۶۴۲)

......اے کائنات کے خالق! اپنے طالب صدق وصفا پر اپنی بے شمار رحمتوں کا اظہار فرما۔ اُس کے دل کی گہرائیوں میں سما جا۔ جس شخص نے تیرے ذکر اور تیری فکر میں اپنے وجود عارضی کو محو اور تیری محبت میں حقیقی جذبات سے اپنی ہستی کو فنا کر دیا ہے،

Marfat.com

اس کو اپنے عشق کی انتہائی ہوشیاری عطا فرما کر ہوش میں نہ لا۔

(الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۶۴۶)

......اے عزیز! پورے غور اور فکر سے اس راز سے واقفیت حاصل کر کہ انسانی زندگی کی تہہ میں بحرِ وحدت موجزن ہے۔ جب تجھ کو اس حقیقت کا ادراک ہو جائے تو انتہائی کوشش اور توجہ سے ذات مطلق کے ساتھ وصل معنوی حاصل کر کے نشۂ وحدت سے سرشار ہو کر جبروتی سرور سے مدہوش ہو جا۔ اس سرور کو الفاظ بیان نہیں کر سکتے۔ (الحق المبین بزمِ عرفان صفحہ ۶۶۴)

مزید تفصیل کیلئے پڑھیں

الحق المبین

باب

بزمِ عرفان

اور

نورِ الٰہی کی جگمگاتی تجلّیاں

صفحہ نمبر ۵۱۸ تا ۶۷۱

Marfat.com

نماز طریقت

جن کو عبودیت میں خشوع حاصل ہے، ان کی روح ایک عجیب لطف و سرور میں رہتی ہے، اس کا مزہ وہی جانتے ہیں جنھیں اس کا چسکا پڑ گیا ہے۔ یہ لطف و سرور بغیر تعلقِ جسم اور روح کے حاصل نہیں ہوتا۔ کل مخلوق میں انسان کے سوا کسی کو خشوع و خضوع حاصل نہیں ہے۔ سالک کو چاہیئے کہ اس عطیۂ الٰہی کے ذریعے اس کی طرف رجوع ہو۔ جب نماز کیلئے اٹھے، تو اپنے ہاتھ اور پاؤں سے غبار دوئی کو دھوڈالے۔ یعنی جو نسبتِ مالکانہ وہ اپنے ہاتھ، منہ، پیروں اور دوسرے اعضاء سے رکھتا ہے، اسے دھوڈالے اور یہ تصور کرے کہ یہ میرے نہیں ہیں بلکہ سب کا مالک اللہ ہی ہے۔ سب کچھ اسی کا ہے اور کل طاقتیں اللہ ہی کی ہیں۔

(الحق المبین نمازِ طریقت صفحہ ۶۷)

......سالکِ مخلص اذکارِ نماز میں ان کے معنوں سے ایسا متصف ہوتا ہے کہ اس پر کیفیتِ وجدانی طاری ہوکر، اس کے دل و دماغ اس میں محو ہوجاتے ہیں۔ اس کے ذہن میں صرف یہ خیال رہتا ہے کہ اس کے معروضات ذاتِ صمد بے نیاز سن رہا ہے۔ جب "اللہ اکبر" کہہ کر فرطِ محبت سے سرِ عبودیت رکوع میں جھکاتا اور اللہ کی عظمت اور بزرگی کا ذکر کرتا ہے تو اپنی بصیرتِ قلب سے جلوۂ حقیقت دیکھتا ہوا انوارِ عظمت الٰہی میں غرق ہوکر بے خود سا ہوجاتا اور خشوع کا فائدہ حاصل کرتا ہے۔

جب " سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ" کہتا ہے تو اس پر صفات کردگار کا پرتو ظاہر ہوتا ہے اور باری تعالیٰ اس کی طرف لطف و کرم کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ جس سے اُس کے

Marfat.com

قلب کی عجیب حالت ہو جاتی ہے اور وہ جذبۂ سرور واخلاص سے سرشار ہو جاتا اور "اللہ اکبر" کہہ کر سرِ نیاز کو سجدے میں رکھ دیتا ہے۔ اس کا اپنے آپ کو اللہ کے سامنے بے کسی کی حالت میں زمین پر ڈال دینا انتہائی خشوع وانکساری کا اظہار ہے۔ جب وہ "اللہ اکبر" کہہ کر سجدہ سے سر اُٹھا کر بیٹھتا ہے، اللہ کے فضل وعنایت سے اس پر تجلی باری ہوتی ہے۔ اس تجلی سے وہ قرب مراد ہے، جو خشوع کا ماحصل ہے۔ پھر شکر کے جذبہ سے بھر کر "اللہ اکبر" کہہ کر دوسرا سجدہ کرتا اور اللہ کے قرب ورحمت کی طرف پلٹ جاتا اور تقدیس وتنزیہہ کرتا ہے۔ (الحق المبین نمازِ طریقت صفحہ ۶۷۷)

......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح مُبارک پر درود بھیجنے اور دعائے ماثورہ پڑھنے تک اس پر عجیب احوال، قلبی کیفیات اور ملکوتی انوار کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ سلام پھیرنے سے پہلے دل میں حاضرین، ملائکہ، اور مومنین پر سلام کرنے کی نیت کرتا اور کچھ ٹھہر کر دائیں طرف مُنہ پھیرتا ہے۔ اسی طرح بائیں طرف مُنہ پھیرنے سے پہلے وہی نیت کرتا اور مُنہ پھیرتا ہے۔ دائیں بائیں جانب سلام سے اس کا یہ مطلب بھی ہوتا ہے کہ دائیں طرف سے اخروی فکر ونعیم الجنّت کے رنگین مناظر اور بائیں جانب سے دُنیوی پُر فریب بہار زندگی، ہوا و ہوس، عشقِ فاسق، لذاتِ شہوت، رنج والم، ہجر وفراق اور دوسری ناخوشگوار باتیں جو طبیعت کو پژمردہ اور حق سے دور کرنے والی ہیں اور جن کے وسیع ذخائر دل کو تنگ وتاریک کر دیتے ہیں، سب سے منہ پھیر کر خالص حق کو اختیار کرے۔ (الحق المبین نمازِ طریقت صفحہ نمبر ۶۷۸)

......اے عزیز۔! امین بن۔ امانت میں خیانت نہ کر۔ نماز کو حضوریٔ قلب، خضوع اور خشوع سے ادا کر۔ امانت الٰہی کا جو بارِ روزِ ازل انسان نے اُٹھایا ہے، اُس کی وجہ

Marfat.com

سے وہ نادانی کی تاریکیوں میں پھنس گیا ہے۔ اس بارِامانت کوتمام مخلوق کے سامنے پیش کیا گیا تھا، لیکن سوائے انسان کے ہیژدہ ہزار عالم میں کوئی اس کے اُٹھانے پر رضامند نہ ہوا۔ (الحق المبین نمازِطریقت صفحہ۶۷۹-۶۸۰)

......غور کر کہ تیرے پاس تیرا کیا ہے -؟ تیرے پاس جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کی امانت ہے جس کو وہ جب چاہے واپس لے سکتا ہے۔ تو اُس کی امانت کو اس کی منشأ کے خلاف استعمال نہ کر۔ جو کچھ ہے اللہ کو جلد از جلد بجنسہٖ واپس دیدے اور دائمی سکون حاصل کرلے۔ (الحق المبین نمازِطریقت صفحہ۶۸۰)

......روحِ نماز تین چیزیں ہیں۔ اوّل: خشوع وخضوعِ قلب بوقت ملاحظۂ جمالِ عظمتِ الٰہی۔ دوم: زبان سے اس عطیۂ خشوع وخضوع کو بکمال فصاحت حضوری قلب کے ساتھ ادا کرنا۔ سوم: اس خشوع کے موافق تادیب اعضاء روحِ نماز کو پاکر نماز کا اس طرح ادا کرنا کہ کل ارکانِ نماز بحضور قلب ادا ہوں اور نمازی خود سے فانی ہو۔ روحِ نماز کے ساتھ نماز، نمازِ حقیقت کے نام سے موسوم ہے یہ نماز کل مراتب کی جامع، ادائے امانت کا نہایت عمدہ ذریعہ اور اللہ کے نزدیک مقبول ہے۔

(الحق المبین نمازِطریقت صفحہ۶۸۲)

مزید تفصیل کے لئے پڑھیں

الحق المبین

باب ''نمازِطریقت''

صفحہ نمبر۶۷۲ تا ۶۸۳

Marfat.com

عبادت حقیقت

جب طالب صادق خضوع و خشوع سے حضوری قلب کے ساتھ اپنی تمام طاقتوں اور قدرتوں سے بیزار ہو کر دُنیا و مافیہا کی چاہتوں کو دل سے رخصت کر کے نماز ادا کرتا ہے اور ہر وقت، ہر جگہ اور ہر حال میں ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے، تو رفتہ رفتہ اس کے ٹوٹے ہوئے دل میں محبت الٰہی کے قیامت خیز طوفان اُٹھتے ہیں اور خاشاک غیر اللہ سے وہ پاک وصاف ہو کر سراپا نیاز اور مجسم نماز ہو جاتا ہے۔ اسکے ظاہر اور باطن میں کوئی چیز ایسی نہیں رہتی جو اس کو حق سے غافل کر سکے۔ جاذبۂ حق اس کے ہوش وحواس کو اس طرح کھینچ لیتا ہے کہ ارکان ظاہری کا بھی اس کو خیال نہیں رہتا۔ اگر چہ وہ ظاہر میں اعمال سے کنارہ کش نظر آتا ہے لیکن اس کا باطن غیر ارادی طور پر ہر وقت حق سے وابستہ رہتا ہے۔ اسکو حضوری اور مشاہدہ حق، جو حاصلِ عبادت ہے، ماسوا کی طرف آنے ہی نہیں دیتا۔ وہ کسی شغل کی وجہ سے مقامِ مشاہدہ کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ (الحق المبین عبادت حقیقت صفحہ نمبر ۶۸۴)

......اس کے ہر فعل سے بیخودی میں گاہے انوارِ نیاز ظاہر ہوتے ہیں اور گاہے تجلّیاتِ ناز کا ظہور ہوتا ہے۔ بہر حال اب اس کے افعال و اعمال کو اُس سے منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ اس حقیقت کی شاہد حدیث قدسی ہے۔ "نہیں دیکھتا ہے وہ مگر میری آنکھ سے۔ نہیں سنتا ہے وہ، مگر میرے کان سے۔ نہیں بات کرتا ہے وہ، مگر میری زبان سے۔ نہیں پکڑتا ہے وہ، مگر میرے ہاتھ سے۔ نہیں چلتا ہے وہ، مگر میرے پاؤں سے۔" (بخاری)۔ (الحق المبین عبادت حقیقت صفحہ ۶۸۸)

Marfat.com

......میں عشق کا بندہ ہوں میری زبان سے جو الفاظ عشق الٰہی میں ڈوبے ہوئے نکلتے ہیں ان سے میرا دل مسرور ہے۔میں اپنے تعیّن سے چھٹکارا پا کر اس مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ میری نگاہیں ایک مستقل نظارہ میں محو ہیں۔اب میں دُنیا اور دین دونوں سے آزاد ہوں۔میری تختیٔ دل پر سوائے خوشنما قامتِ یار اور کچھ نہیں لکھا ہے۔میں کیا کروں؟ مجھ کو سوائے نظارہ جمال کے اور کچھ پسند نہیں۔

(الحق المبین عبادت حقیقت صفحہ ۶۸۸)

......اے عزیز! موجودہ وقت میں ایسے لوگوں کی تعداد کافی ہوگئی ہے، جو اگر حق و صداقت کو سمجھنا چاہیں، تو بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔اب انسان کے لئے ابتداء و انتہا اور ادنیٰ و اعلیٰ میں تمیز کرنا، زیادہ دشوار نہیں رہا ہے۔ذی فہم طالبان حق سے یہ اُمید رکھنا غلط نہیں کہ اگر اُن کے سامنے حق کو حق کی طرح پیش کیا جائے تو وہ حق و باطل میں تمیز کر کے، حق کو حق تسلیم کرلیں گے۔طلب حق کی اہمیت سے کوئی ذی فہم انکار نہیں کرسکتا۔تجھ کو لازم ہے کہ عمل کے میدان میں مردانگی سے قدم بڑھائے۔اسفل کو چھوڑ کر اعلیٰ کی طرف رجوع ہو۔فانی کو ترک کر کے، باقی کو اختیار کرے۔خود کو نیست کر کے، ہستی حقیقی سے آشنا ہو جائے۔(الحق المبین عبادت حقیقت صفحہ ۶۹۴)

مزید تفصیل کے لئے پڑھیں

الحق المبین

باب ''عبادتِ حقیقت''

صفحہ نمبر ۶۸۴ تا ۶۹۴

Marfat.com

جلوہ وحدت کا نظارہ

اے عزیز! جلوۂ وحدت اپنے سچّے دیوانوں کے لئے ہر وقت بے نقاب ہے۔ تو اگر دیدارِ الٰہی چاہتا ہے تو اتباعِ شریعت کو سواری بنا کر، زادِ راہ محبت و عشق ساتھ لے کر منزل مقصود کی طرف چل۔ خلوص و محبت کے ساتھ نفس کشی کے صحرا طے کر۔
(الحق المبین جلوہ وحدت کا نظارہ صفحہ ۶۹۵)

......کسب و عمل نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے نہ کر۔ کھانے کے لئے زندہ نہ رہ۔ زندہ رہنے اور ذکر الٰہی کے لئے کھا، بھوک کی عادت ڈال تا کہ انوار الٰہی کا دل میں گزر ہو۔ (الحق المبین جلوہ وحدت کا نظارہ صفحہ ۶۹۵)

......زندگی سوسو کر ختم نہ کر۔ غلبۂ نیند کے بغیر نہ سو۔ اگر اہل دنیا مضحکہ اُڑائیں، ان کا خیال نہ کر۔ وہ تیرے کام میں مخل اور حارج ہوں تو بھی ان کی طرف متوجہ نہ ہو۔ ترک تعلق میں میّت کے مانند ہو جا۔ (الحق المبین جلوہ وحدت کا نظارہ صفحہ ۶۹۶)

......روحانی اشغال کی لئے خلوت اختیار کرنا بہت ضروری ہے تا کہ اطمینان کے ساتھ ہر ممکن کوشش سے ابتدائی عمل، ذکر باری اور فکر الٰہی ہو سکے۔ اس کے بعد دوسرے اعلیٰ و برتر اعمال و عبادات جن کا اثر بلا کسی خاص توجہ کے دل پر مؤثّر ثابت ہو، اختیار کرنا چاہیئے تا کہ ظلماتِ نفسانی، قیودِ شہوت اور غفلت کی بندشوں سے رہائی ہو جائے۔ دل سے خیالات و افکار ماسوا اللہ کوڑے کرکٹ کے مانند دور ہو جائیں۔ جب دل سے ہر قسم کی کثافت دور ہو جائے گی، وہ آئینہ کی طرح صاف و شفاف ہو جائے گا، اور اُس کے اور لوح محفوظ کے درمیان جس قدر حجابات حائل ہیں اُٹھ

جائیں گے۔ جو کچھ لوح محفوظ میں ہے پوشیدہ نہ رہے گا۔
(الحق المبین جلوہ وحدت کا نظارہ صفحہ ۶۹۶-۶۹۷)

......انوار وحدت سے تمام عالم کون ومکان جگمگا رہا ہے، لیکن اگر کوئی باطل پرستی اور خود بینی کی پٹیاں آنکھوں پر باندھ لے تو اس کا کیا علاج؟ اے عزیز! اس حالت کو کیا کہا جائے گا کہ انسان اس کو تو بے چون و چرا تسلیم کرتا ہے کہ لوہے، پیتل، پارہ، شیشہ اور دوسری مختلف دھاتوں سے ہزار ہا میل کی چیزیں دیکھی جاسکتی ہیں اور اجرام علوی کے حالات بھی دریافت ہو سکتے ہیں۔ لیکن وہ صحیح الدماغ ہونے کے باوجود اسے باور کرنے کو تیار نہیں کہ جس عطیۂ عقل سے انسان اس قابل ہوا اور جسمانیات میں ایسا کمال حاصل کیا کہ دوربین ایجاد کر کے اُس نے شمس وقمر اور دوسرے وسیع کرّوں کے حالات معلوم کر لئے، اگر وہ اس عطیۂ الٰہی یعنی عقل کو اللہ ورسول ﷺ کے احکام کی، جو ریاضت ومجاہدۂ بانفس کے بارے میں ہیں، عملی بجا آوری میں مصروف رکھے تو وہ اس درجہ ترقی کر سکتا ہے کہ بغیر مادی آلات کے اپنی ریاضت اور صفائی باطن کے سبب ہر حال میں اور ہر جگہ انوارِ وحدت کا چشم بصیرت سے مشاہدہ کر سکتا ہے۔ کیا روح کا مرتبہ جسم سے اعلیٰ نہیں؟ کوئی سچائی اور اخلاص سے اس مقدس میدان میں آ کر تو دیکھے۔ جب مادّیت کے پردے چاک ہو جائینگے اور دل کی آنکھیں کھلیں گی، تو انوارِ وحدت کے لاثانی گوہروں سے بھرا ہو گنجینہ ہر وقت پیش نظر رہے گا۔ (الحق المبین جلوہ وحدت کا نظارہ صفحہ ۶۸۹)

......جب تک انسان دُنیا میں مصروف رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے غافل اور نفسانی خواہشات میں گرفتار رہتا ہے یہی اس کا اندھاپن ہے۔ حُب دنیا سدّ راہِ معرفت

Marfat.com

الٰہی ہے۔ طالب کو لازم ہے کہ دُنیا ہی میں اپنے دیدۂ باطن کو کحل الجواہر ذکر و فکر، ریاضت و مجاہدہ اور محبت و عشقِ الٰہی سے روشن و مجلّٰی کر کے دیدار محبوب حقیقی کے قابل بنائے اور دیکھے کہ اس کا نور پاک ذرّہ ذرّہ پر چھایا ہوا ہے۔

(الحق المبین جلوہ وحدت کا نظارہ صفحہ ۷۰۰)

......جب سالک کی چشمِ بصیرت کے سامنے تجلّیاتِ انوار مسلسل اور مستقل رہنے لگتی ہیں، تو اس کی چشم بصیرت خیرہ ہو جاتی ہے۔ آفتاب وحدت کے سوا وہ کسی طرف نہیں دیکھتا۔ یہاں تک کہ وہ آپ کو بھی اس منبع نور وضیا کا جزو لاینفک تصور کرنے لگتا ہے۔ نور وحدت سے ہٹ کر اس کو اپنا وجود عدم معلوم ہوتا ہے۔

(الحق المبین جلوہ وحدت کا نظارہ صفحہ ۷۰۲)

مزید تفصیل کے لئے پڑھیں

الحق المبین

باب ''جلوہ وحدت کا نظارہ''

صفحہ نمبر ۶۹۵ تا ۷۰۳

Marfat.com

بصارت وبصیرت

عارف ادراکِ صفات سے بے نیاز ہے۔ کیونکہ ان کی انتہا نہیں۔ برعکس صفات کے اس کی نگاہ باطن ذاتِ خالقِ کُل اور فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ (البروج آیت ۱۶) ''ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا (اللہ)'' کو مشاہدہ کرتی ہے کہ وہ شاہدِ مقصود ہے۔ وہ اس کی صفات کو بہ سبب تقاضائے کمال کے ادراک نہیں کرتا اور نہ کبھی ان کی نسبت غور کرتا ہے۔ وہ خالقِ کائنات وموجودات کی ذات میں محو رہتا ہے۔

جب سالک مرتبہ کونیہ سے مضطربانہ وباجرأت رندانہ عروج کی راہ اختیار کرتا اور مرتبہ قدسیہ پر فائز ہو جاتا ہے، تو ذات کی طرف سے اس کو ادراک کی جلوہ نمائیاں ہوتی ہیں۔ جن کا نظارہ اس کو حیران کر دیتا ہے۔ اس حالتِ وارفتگی میں خودی کے دور ہو جانے کے بعد علم الٰہی سے اُس پر انکشاف ہوتا ہے۔ وہ اپنے ضمیر و احساس سے سمجھتا ہے کہ ذاتِ الٰہی عین اس کی ذات ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو ذات کا صحیح ادراک ہو گیا۔ اسلئے علمائے حقیقت کے سرتاج رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

''اذا عرف نفسه عرف ربه'' (دیلمی فی الفردوس) جس نے اپنے نفس، اپنی جان، اپنی روح، اپنی اصلیت یا اپنی حقیقت اور اپنی ذات کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ (الحق المبین بصارت وبصیرت صفحہ نمبر ۲۰۷)

......اے عزیز! جب احساس ہستی سے نجات مل جائے، تو سمجھنا چاہیئے کہ میں نے نفس کو شکست دی اور ذات کا ادراک کر لیا۔ اب تیرے نفس کے ادراک کا ورق

Marfat.com

اُلٹا۔ اور اس میں کسی منظر کا دل کش نقش اور خط و خال نہ رہا۔ روح میں سکون وراحت کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ (الحق المبین بصارت وبصیرت صفحہ ۷۰۶)

......اگر کوئی یہ سوال کرے کہ ذات کا، جو نظروں سے پنہاں ہے، آنکھیں کس طرح اِدراک کرسکتی ہیں؟ بے شک اس کا یہ اعتراض ایک حد تک درست ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر فکر صالح سے دیکھا جائے، تو ذات ہی نمایاں طور پر صفات ہے۔ چونکہ آنکھیں صفات سے متعلق ہیں اس لئے اس کو نہیں پاسکتیں۔ مثلاً ہر شخص چند در چند صفات کا حامل ہے لیکن ان کا ادراک نہیں کرسکتا۔ (الحق المبین بصارت وبصیرت صفحہ ۷۰۷)

......عارف کا نفس تمام مادی آلائشوں، بشری میلانات، سفلی خواہشات اور باطل جذبات سے پاک وصاف ہو جاتا اور اس کو اس مادی دُنیا سے کوئی واسطہ نہیں رہتا۔ اس کو جنتِ دیدار رحمٰن کی طرف کھینچ لیا جاتا ہے۔
(الحق المبین بصارت وبصیرت صفحہ ۷۱۰)

......جو اپنے پروردگار کی مسرت بخش تجلی چشمِ بصیرت سے دیکھتا ہے، جس کا دل اپنے خالق کے ''متبسمانہ جمال'' سے باغ باغ ہے، اس کا خیال کبھی مخلوق کی طرف نہ ہوگا۔ جس جان نثار فنافی اللہ کی رحمتِ الٰہی سے مقام عندیت تک رسائی ہوگئی اس کو جیتے جی دنیا ہی میں بہشت حاصل ہوگئی۔ (الحق المبین بصارت وبصیرت صفحہ ۷۱۱)

......اللہ تعالیٰ کا دریائے رحمت کسی وقت مسدود نہیں ہوتا۔ اب بھی وہ اپنے خاص بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے اپنی اعلیٰ اور منتخب رحمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ (الحق المبین بصارت وبصیرت صفحہ ۷۱۲)

......جمال الٰہی کا دیدار ایسی بہشت ہے جس پر دونوں جہاں کی اچھی اچھی نعمتیں

Marfat.com

قربان ہیں۔ اس میں بے شمار لاہوتی بہاریں سمائی ہوئی ہیں۔

(الحق المبین بصارت وبصیرت صفحہ ۷۱۶)

......سالک پر جب عرفان الٰہی کا دروازہ کھلتا ہے، تو عالمِ الطف محسوس ہونے لگتا ہے۔ عالمِ ناسوت سے عالمِ لاہوت تک جو لیل ونہار کے حجاب پڑے ہیں وہ فانی حق سے اُٹھا دیئے جاتے ہیں اسی فضائے ناسوتی کے صاف ستھرے نقشے نے، جس میں شبانہ روز مستقبل کی گھڑی کی سوئیاں ہر لمحہ چلتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں، چشم بصیرت رکھنے والوں پر ظاہر کر دیا کہ یہی خوش نما دل آویز قدِ بالا شاہد حقیقی ہے، جو نظروں کے سامنے ہے۔ (الحق المبین بصارت وبصیرت صفحہ ۷۱۸)

......اے میری آرزو کے درخشاں آفتاب ۔! میری روح کے مالک !! میں سوائے تیرے کسی چیز کو قابل توجہ نہیں سمجھتا۔ میری گواہی میں تو کافی ہے۔ اے میری تمناؤں کے واحد سہارے ! اے وہ ذات پاک جس کا کسی طرح کسی حیثیت سے کوئی شریک نہیں ! مجھ سے خودی اور وہمی کثرت دور فرما۔ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ۔! اے میرے قلب کے سکوں ۔! تو میری نگاہِ ذوق کو حقیقت سے آشنا سمجھ کر، اپنے جمالِ پاک سے پردہ اُٹھا دے۔ اے آفتابِ حقیقت ! تیرے انوارِ پنہاں صاف طور سے ظاہر ہونے کے لئے، میرا ذوق محبت یہ التجا کر رہا ہے کہ تیرے جلوے کی ہلکی سی کرن میری روح کو منوّر کر دے۔ اے اللہ رب العزت ! تیری محبت

Marfat.com

کی نورانی امواج جملہ کثافتوں کو چھلنی کرتی ہوئی میری روح تک آ جائیں۔ (الحق المبین بصارت وبصیرت صفحہ ۷۲۲)

......اے عزیز۔! دل کی آنکھیں کھول کر نور الانوار کی لاانتہا تجلیات دیکھ۔ ہر وجود کے درودیوار سے اس کا جلوۂ پُر انوار نظر آتا ہے۔ اے ربُّ الکریم کے بندو۔! کیا تم میں کوئی سننے والا ہے، جو دل کے کانوں سے سنے۔ تم میں کوئی دیکھنے والا ہے جو دل کی آنکھوں سے دیکھے۔ وہ کل اشیاء پر چھایا ہوا اور کل وسعتوں میں سمایا ہوا ہے۔ تمہاری بہترین فلاح اسی میں ہے کہ نقوش واشکال سے نظریں ہٹا کر ،نورِ ذات کا شہود حاصل کرو۔ یہ رنگ ہائے بوقلموں اور مختلف صور واشکال چشم ظاہر بین کے لئے حجابات حق بن گئے ہیں، حالانکہ ان میں وہی عیاں ونہاں ہے۔

(الحق المبین بصارت وبصیرت صفحہ ۷۲۴)

......سالک صادق کا جذبۂ طلب جب کافی بیدار ہو جاتا ہے، تو اُس میں الشہاب صفا یعنی نورانی شعلہ کی سی بھڑک پیدا ہو جاتی ہے، جس کو عشق سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس کی روشنی میں روح اپنے حسن وخوبی کی ترقی کا ذوق لئے ہوئے منزلوں پر منزلیں طے کرتی ہوئی اپنے نشیمنِ لاہوتی کی طرف عروج کرتی چلی جاتی ہے۔ آخر کار وہ ایسے مقام پر جا پہنچتی ہے، جس جگہ علم، عقل اور ہوش کی رسائی نہیں۔ وہاں وہ عجیب لطف اندوز اور ناقابل بیان لذت سے بہرہ ور ہوتی ہے۔ اس مقام پر شاہد و مشہود، طالب ومطلوب اور عاشق ومعشوق کی تمیز بالکل نہیں رہتی وہ اپنے پیکر مادی کی بندشوں سے آزاد ہو کر، بحر لاہوتی میں غائب ہو جاتی ہے۔ (صفحہ نمبر ۷۲۵)

Marfat.com

......مقصودکل ذکر وفکر الٰہی سے یہ ہے کہ توجہ الیٰ اللہ ہو اور ہستی انسانی فانی ہو کر مرتبۂ بقاباللہ حاصل کرے۔(الحق المبین بصارت وبصیرت صفحہ ۲۸ے)

......جب تو مرشد کامل کی رہنمائی میں عالمِ علیا کی طرف عروج کرے گا اور جسمانیات کے موہوم مگر سنگین قلعوں کو توڑ کے، خاشاک ماسوااللہ کو شعلۂ ہائے عشق سے جلا کر بھسم کر ڈالے گا، تو تیرے لئے مشاہدہ حق کا دروازہ کھل جائیگا۔ تجھ کو نفسِ سرکش کی اطاعت اور غلامی سے نجات نصیب ہوگی۔

اے پیارے مولیٰ کے پیارے طالب --! اگرچہ یہ راستہ انتہائی کٹھن، پُرخار اور نہایت صبر آزما ہے، لیکن تجھ کو چاہیئے کہ ہمّت نہ ہارے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ کئے ہوئے ہر حالت میں آگے ہی کو بڑھتا چلا جائے۔

(الحق المبین بصارت وبصیرت صفحہ ۳۶ے)

مزید تفصیل کے لئے پڑھیں

الحق المبین

باب ''بصارت اور بصیرت''

صفحہ نمبر ۴۰ے تا ۴۲ے

Marfat.com

روح اوراس کی ماہیت

انسان کی حقیقت، روح یا جان کے متعلق مختلف لوگ مختلف خیالات رکھتے ہیں۔ایک گروہ کا خیال ہے کہ وہ عَرَض ہے یعنی وہ چیز جو کسی دوسری چیز کی وجہ سے قائم ہو، دوسرا کہتا ہے کہ وہ ابدی یعنی جسم لطیف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ ایک جوہرِ بسیط مُدرِک احساس ہے اور جسم سے جُدا، یعنی منتقل ہوتے وقت اس میں علوم کسبی کے نقوش مختلف اشکال وصور میں منقش ہوکر اس کے ساتھ باقی رہتے ہیں۔حکماء کا ایک ایسا طبقہ بھی ہے جس کے نزدیک روح خون کے لطیف اَبخرات کا نام ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ روح یا حقیقتِ انسانی کے متعلق گفتگو کرنا درست نہیں ہے اوراس سلسلہ میں غور وخوض کرنا نہیں چاہئیے۔ (الحق المبین روح اوراس کی ماہیت صفحہ ۷۴۲)

آنجناب ﷺ نے تمام انسانوں کو معرفت حق کی طرف بلایا اوراپنے اعمال، اقوال اورافعال سے ہر طالب حق کو اس کی استعداد کے موافق راہِ حق کی ہدایت فرمائی۔ تجھے اس راہ میں اللہ تعالیٰ اگر توفیق عطا فرمائے تو تیری رہنمائی کے لئے کلام الٰہی کی یہ ایک آیت کافی ہے۔قولہ تعالیٰ:

اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ○ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ○ (ص آیت ۷۱۔۷۲ پ ۲۳)	میں بناتا ہوں ایک انسان مٹی کا اور پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور پھونکوں اس میں اپنی روح سے تو تم گر پڑو اُسکے آگے سجدے میں۔

آیت بالا میں حق تعالیٰ نے '' مِنْ رُّوْحِیْ '' فرما کر روح کو اپنی طرف نسبت دی ہے۔تجھ کو چاہئیے کہ یائے نسبتی کی وسعتوں پر منصفانہ غور کرے۔کیا تعجب ہے کہ تجھ

Marfat.com

کو حقیقت کی طرف راہ عطا فرمادی جائے ---؟

(الحق المبین روح اوراس کی ماہیت صفحہ ۷۴۴)

......روحِ جسمانی تو اجزائے جسم سے مرکب ہے اور جسم کے ساتھ ہی فنا ہو جاتی ہے۔ روحِ انسانی، حق تعالیٰ کی صفت ذاتی ہے۔ اس کو جان، ذات اور انسان کامل کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ ارادہ کرنا، غور وفکر کرنا، حواس ظاہری و باطنی سے کام لینا اور حقائق و معارف کا علم حاصل کرنا، سب روحِ انسانی کے کام ہیں۔

(الحق المبین روح اوراس کی ماہیت صفحہ ۷۴۵)

......''رُوح'' کو حق تعالیٰ سے وہی نسبت ہے جو موج کو دریا سے ہوسکتی ہے اور اُس کی حقیقت یا ماہیت سوائے حق تعالیٰ کے اور کچھ نہیں۔

(الحق المبین روح اوراس کی ماہیت صفحہ ۷۴۵)

......جس وقت سالک کتابِ اللہ اور سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مرشد واصل کی رہنمائی میں عمل کرتا اور ریاضت و مجاہدہ کے ذریعے شیطانی اور نفسانی اقتدار سے اس کو آزاد کر لیتا ہے اور اس میں صفات بشریت کی سیاہیاں اور ظلمتیں باقی نہیں رہتیں، تو وہ اپنی ماہیت سے آشنا ہو کر، حقیقت کو پالیتی ہے۔ اس کے ادراکات لامحدود ہو جاتے ہیں۔ بُعد اور قرب کا مرحلہ ختم ہو جاتا ہے۔

(الحق المبین روح اوراس کی ماہیت صفحہ ۷۴۶)

......سالک صراط مستقیم پر رہتے ہوئے، جس قدر جسمانی لگاؤ سے آزاد ہوتا جائیگا، اُسی قدر اُس کی رُوح کو اپنی حقیقت سے قُرب کا احساس ہوگا۔

(الحق المبین روح اوراس کی ماہیت صفحہ ۷۴۶)

......اے عزیز —! جب روحِ انسانی کو اپنے مرکز کی طرف عروجِ کامل نصیب ہوتا ہے، تو سالک پر اس راز کا انکشاف ہوتا ہے کہ کُل موجودات میں ایک ہی جان برقی رو کی طرح رواں دواں ہے اور اسی سے نظام کائنات قائم ہے۔ اس کا وہم جس سے وہ اس نورِ اَحدیت کو منقسم خیال کرتا تھا، ختم ہو جاتا ہے، اس کو اس امر کا کامل یقین ہو جاتا ہے کہ روح کی ماہیت یا حقیقت حق عزّ وجل کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ روح اس سے اس قدر قریب ہے، جس قدر کوئی شے اپنی حقیقت و ماہیت سے قریب ہو سکتی ہے۔ یہ ایسا قرب ہے، جس سے زیادہ قرب کا وہم بھی نہیں کیا جا سکتا۔

اے طالب حق —! اِس قرب کو آپ سے ہٹ کر آپ میں پا لے۔ قولہٗ تعالیٰ:

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ○ (قٓ آیت ۱۶ پ ۲۶)	اور ہم اُس کی رگ جان سے بھی قریب ہیں۔

....(الحق المبین روح اور اس کی ماہیت صفحہ ۲۴۶، ۲۴۷)

......اے عزیز —! دریائے نورِ الوہیت اپنی ذات سے، اپنی ذات میں، اپنی ذات کے لئے موجیں مار رہا ہے۔ تمام کائنات کا ظہور اُسی کے اسما وصفات کے تقاضے سے ہے۔ انسان کا اخلاق حسنہ سے متصف ہو کر عرفان حق حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف رہنا، اُس کی حالتِ عروج کا اور جسمانیت میں مشغول ہو کر، حق سے غفلت اختیار کر کے تکمیلِ نفسانیت کو مقصد زندگی سمجھتے رہنا، اس کے زوال کا مظہر ہے۔ (الحق المبین روح اور اس کی ماہیت صفحہ ۲۴۸)

......بہرحال اگر سالک مادہ کی حد سے تجاوز کر کے یہ خیال کرے کہ میں روح ہوں، تو جلد یا بدیر اُس کے سامنے یہ سوالات بھی آتے ہیں کہ پہلے میں کہاں تھا اور اب

Marfat.com

کہاں ہوں۔؟ اس قسم کے سوالات کے صحیح جوابات حاصل کرنے کے لئے اس کو اپنی حقیقت یعنی روح کی ماہیت سے باخبر ہونا لازمی ہے۔ جب وہ اپنی حقیقت کی دریافت میں فکر صالح سے کام لیتا ہے، تو وہ اپنا مبداء، احدیت کو پاتا ہے۔ احدیت وہ مقام ہے جہاں پر اسم وصفت، حالت و کیفیت، نام ونشان، وہم وخیال، ہوش و عقل، فعل وعمل غرض کہ کسی کا پتہ نہیں۔ جب وہ اس بے رنگی کے عالم میں قلب و دماغ کی اجتماعی قوتوں سے اپنی حقیقت کا کھوج لگانے میں مصروف رہتا ہے، تو تنزیہہ کے تند و تیز جھونکوں میں اپنی جسمانی حیثیت کو فراموش کر کے احساس ہستی سے بھی غائب ہوجاتا ہے۔ (الحق المبین روح اور اس کی ماہیت صفحہ ۷۵۴، ۷۵۵)

اے عزیز۔! کیا اس سے زیادہ تعجب خیز اور کوئی بات بھی ہوسکتی ہے کہ حق تعالیٰ ہر وقت، ہر جگہ اور ہر حالت میں تیرے ساتھ ہو اور تو اس سے غافل رہے۔ وہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ○ (قٓ) ''اور ہم تمہاری رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔'' فرمائے اور تجھ کو اس کا پتہ بھی نہ ہو۔ وہ پرلطف اشاروں اور کنایوں سے تجھ کو تلاشِ حقیقت پر آمادہ فرمائے لیکن تو فانی جسمانیت کے مشاغل کو پسند کرے اور اسکی طرف متوجہ نہ ہو یہ بتانے پر بھی کہ اس پردۂ تصویر میں وہ رازہائے سربستہ کے ساتھ از خود ظاہر ہوا ہے تُو لباس کی رنگینیوں میں محو ہو کر صاحبِ لباس کو نہ دیکھے۔ جسم کی غلامی میں روح کو بھول جائے وہ تجھ کو فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ط (البقرۃ) ''پس تم جدھر کو منہ کرو اُدھر اللہ ہی کا سامنا ہے۔'' کا لاثانی آئینہ عطا فرمائے اور تو اس میں ذات حق کے بجائے اپنے اوہام اور پندارِ خودی کی

بھیانک صورتیں دیکھے۔ اے عزیز۔! ہر شخص کا وجہ، صفات، علم و بصر، سمع و کلام سے منور اور وجہ اللہ سے ظاہر ہوا ہے۔ تیرے لئے سیدھا طریقہ یہ ہے کہ نور آفتاب سے آفتاب کو دیکھے۔ (الحق المبین روح اور اس کی ماہیت صفحہ ۷۶۲)

......اے عزیز! حق کا جمالِ جہاں آراء تو ذرہ ذرہ سے آشکارا ہے۔ تیرا اس کے دیکھنے سے آنکھیں بند کر لینا ہی تیرے لئے حجاب اور ترے قلب کی سیاہی ہے۔ معاذ اللہ ایسا کون ہوسکتا ہے، جو اس کے ظہور کو روکے یا جس سے وہ محجوب ہو ---؟

(الحق المبین روح اور اس کی ماہیت صفحہ ۷۶۳)

مزید تفصیل کے لئے پڑھیں

الحق المبین

باب ''روح اور اس کی ماہیت''

صفحہ نمبر ۷۴۳ تا ۷۶۴

توحید

علمِ منطق اور فلسفہ کا کلیہ ہے کہ کوئی نتیجہ بغیر سبب کے مرتب نہیں ہوسکتا۔ ہر مصنوع کیلئے صانع کا ہونا ضروری ہے۔اس تمام کائنات کا بھی ایک خالق ہے، جس کو اصطلاحِ مذہب میں **اللّٰہ** کہتے ہیں۔

اُس ذات پاک کی وحدانیت، اسماء وصفات وغیرہ کا علم حاصل کرنا ہر اعلیٰ اور اشرف علم کی انتہا ہے جو علمِ توحید کے نام سے موسوم ہے۔(الحق المبین توحید صفحہ نمبر ۷۶۷)

......عارف اپنی آنکھوں سے کثرت میں وحدت کا مطالعہ کرتا ہے اور یقین کامل سے جانتا ہے کہ ہستی حقیقی کا نام ہے **اللّٰہ واحد ولا شریک**۔

کائنات کا ذرہ ذرہ اُسی کی ذات اقدس میں اُسی سے دم ہستی مار رہا ہے۔

جب ذات حق کسی مرتبۂ ظہور میں کسی خاص تجلّی سے جلوہ نما ہوتی ہے تو یہ نسبت اس کی صفت کہلاتی ہے۔ ذات کا ظہور ہمیشہ پردۂ صفات میں ہوتا ہے۔

(الحق المبین توحید صفحہ ۷۷۰)

......توحید بیان وعبارت میں نہیں آسکتی۔توحید عالمِ قدس کی ایک حالت ہے۔ ہر چیز اپنے منتہا پر پہنچ کر ختم ہوجاتی ہے۔اور اسکا ختم ہونا بطور استحالہ کے ہے۔ وہی شے دوسری صورت میں ظاہر ہوجاتی ہے۔(الحق المبین توحید صفحہ ۷۷۶)

......خودی کو چھوڑو۔غیریت کی قید وبند میں کب تک پھنسے رہو گے۔اپنے نفس اپنی اصلیت، اپنی روح اور اپنی حقیقت کی طرف رجوع ہو۔ ذوق بھری آنکھوں سے حیرت زدہ ہوکر اپنی حقیقت کو دیکھو اور پہچان لو۔ بے خودی کے ہاتھوں عالم فانی

Marfat.com

کے پھندوں کو توڑ دو۔ آزادی حاصل کر کے اپنے نشیمنِ لاہوتی میں آشیانہ بناؤ۔ کب تک ہست نما نیست کیلئے گریہ وزاری کرتے رہو گے۔
(الحق المبین توحید صفحہ ۷۹۹)

......اے عزیز۔! جب تو آئینہ قلب کو ریاضت ومجاہدہ سے مجلّی کرلے گا۔ اس وقت تیری چشم ہائے بصیرت ذاتِ تقدس مآب کی فرحت بخش اور نور پاش تجلیاں دیکھیں گی اور آشنائے حقیقت ہوں گی۔ پھر یہ تیرا گمان درجہ یقین تک پہنچ جائے گا اور تو خو دیکھے گا کہ میں ذاتِ وحدت سے جدا نہ تھا بلکہ میں حقیقت کا ایک راز ہوں۔
(الحق المبین توحید صفحہ ۸۱۱)

......اے عزیزو۔! شاہدِ حقیقی بے حجاب و بے نقاب ہے، لیکن تم اپنی غلط فہمی سے حجاب میں ہو۔ اگر تمہیں اسی کی دید کا شوق ہے تو اپنی دید کو محو کرو۔ صرف باتوں سے کام نہیں چلے گا۔ (الحق المبین توحید صفحہ ۸۱۳-۸۱۴)

......اے عزیزو! اپنی عقلوں اور خیالات کو اپنے باطن کی درستی کے لئے صرف کرو۔ اپنے ایمان کی طاقت کے بل پر کھڑے ہو۔ اسم اعظم کا سہارا پکڑو اور اس مقدس فرض کی ادائیگی میں، جو تم کو تعلیم کیا گیا ہے، گرم جوشی سے لگ جاؤ۔ تاکہ سایۂ رحمت تمہیں ڈھانک لے اور تم پر رازِ حقیقت کھل جائے۔ نفسانیت اور نام و نسب پر فخر کے بجائے، رشتۂ حقیقی کا ظہور ہو کر ہر طرح کی بت پرستی سے نجات ملے۔ (الحق المبین توحید صفحہ ۸۳۹)

......اے عزیز۔! صاحبِ وجود ایک ہی ذات پاک ہے۔ اعتبارات، اجسام اور

Marfat.com

تعینات اس کے مختلف اور عارضی ظہورات ہیں۔تعینات کی انفرادی طور پر ابتدا اور انتہا ہے لیکن ذاتِ حق ہمیشہ زندہ اور قائم بالذات ہے۔ ہماری حقیقت عالمگیر اور ابدی ہے اور اس کی فنا کا خیال کرنا نادانی ہے۔(الحق المبین توحید صفحہ ۸۶۰)

مزید تفصیل کیلئے پڑھیں

الحق المبین

باب ''توحید''

صفحہ نمبر ۷۶۵ تا ۸۶۱

Marfat.com

قضاوقدر

تقدیرِ علم الٰہی ازلی ہے، جس کیلئے کوئی ابتداء اور انتہا نہیں ہے۔ قضا وہ حکم الٰہی ہے جو دفعتاً روزِ ازل مخلوق کے حق میں واقع ہوا اور قدر مخلوق کے اعمال، افعال، اوصاف، موت وحیات اور رزق وغیرہ کی بابت اللہ تعالیٰ کا اندازہ ہے۔ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں مسخر اور مقہور ہے اور وہی کائنات کا خالق ہے۔
(الحق المبین قضاوقدر صفحہ ۸۶۲)

......انسان جو اس کی مخلوق اور مِلک ہے، بغیر اس کی ارادت کے اپنے لئے کوئی فلاح اور بہتری یا بدی پیدا نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت اس کے ہر فعل اور صفت میں کارفرما ہے۔ جو چیز اس کے قبضے اور قدرت میں مسخر ہو، اس پر دوسرے کا تصرف کیسے ہوسکتا ہے ---؟ کیونکہ تصرف کرنے والے کا اگر گمان بھی کیا جائے تو وہ اللہ کی مخلوق ہی ہوسکتا ہے اور اس کا تصرف بھی اللہ تعالیٰ ہی پیدا فرماتا ہے۔
(الحق المبین قضاوقدر صفحہ ۸۶۲)

......کائنات کی حکومت کی باگ بہت سے ہاتھوں میں نہیں ہے۔ بلکہ ذاتِ واحد ہی کے ہاتھ میں ہے۔ جس کے قوانین میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ اس کے احکام اٹل ہیں۔ اس میں چوں وچرا کی گنجائش نہیں۔ اس کی مرضی کے آگے سر کو خم ہونا اور اس کے قوانین کی پورے طور سے متابعت کرنا چاہئے۔ لَا رَیْبَ فِیْہِ (اس میں کوئی شک نہیں) اللہ تعالیٰ ہی ھادی و مضلّ ہے۔ اہل سعادت ہمیشہ باادب رہتے ہیں۔ (الحق المبین قضاوقدر صفحہ ۸۶۷)

Marfat.com

......''حضرت عبداللہ بن عمروؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے مخلوقات کی تقدیروں (اندازوں) کو لکھ دیا تھا۔'' (صحیح مسلم جلد ۷ حدیث نمبر ۶۶۲۴)

حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ مسئلہ تقدیر پر مکالمہ کر رہے تھے۔ دونوں جب رسول کریم ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ نیکی اللہ کی طرف سے ہے اور بدی ہمارے نفس کی شامت ہے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ نیکی و بدی دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ یہ سُن کر حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسی مسئلہ تقدیر پر قبل تخلیقِ مخلوق کے حضرت جبرائیلؑ و میکائیلؑ میں بحث ہوئی تھی۔ اے ابو بکرؓ تم نے جبرائیلؑ کی تقلید کی اور عمرؓ نے میکائیلؑ کی۔ جس کا فیصلہ اسرافیلؑ نے کیا تھا کہ نیکی و بدی دونوں منجانب اللہ ہیں میں بھی یہی کہتا ہوں۔ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللهِ تَعَالىٰ ''یعنی خیر و شر منجانب اللہ ہیں۔'' (بخاری و مسلم) (الحق المبین قضاوقدر صفحہ ۸۷)

......اے عزیز! جس طرح کوئی ایام بیماری میں مرض سے نجات پانے اور تلاش رزق کی جدوجہد کو ترک نہیں کر دیتا اور سب کچھ تقدیر کے حوالے کر کے خاموش نہیں بیٹھ جاتا، اسی طرح تجھ کو لازم ہے کہ سعادت حاصل کرنے اور شقاوت سے بچنے کے لئے، ذکر، فکر، ریاضت اور مجاہدہ میں سر توڑ کوشش کئے جا۔ تجھ کو کسی طرح یہ گمان نہیں کرنا چاہئے کہ حق تعالیٰ تیرے لئے برائی چاہتا ہے اور اس نے تیری تقدیر بُری بنائی ہے۔ حق تعالیٰ بے انتہاء قدرت والا ہے۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ اس کو اختیار ہے کہ اپنی مخلوق میں جس طرح چاہے تصرف کرے۔ تیرا فرض ہے کہ اس کو

Marfat.com

خوف اور اُمید سے پکارتا رہے۔ تیری فلاح اور بہبودی اسی میں ہے کہ اُس کی یاد پاک سے کسی وقت غافل نہ ہو۔ (الحق المبین قضاوقدر صفحہ ۸۷۶، ۸۷۷)

......آپ ﷺ نے فرمایا کہ عمل کرو۔ ہر ایک کو وہی میسر ہوگا جس کیلئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ (بخاری)

عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ عمرؓ ابن خطاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ آگاہ فرمائیں کہ ہم لوگ جو کچھ کرتے ہیں آیا ایسے امر میں عمل کرتے ہیں کہ اس سے فراغت ہو چکی یا ایسے امر میں جو ابتداء سے ایجاد ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے امر میں جس سے فراغت ہو چکی ہے۔ اے ابن خطاب! عمل کر کیونکہ ہر ایک کو عمل میسر کیا جاتا ہے۔ جو کوئی اہل سعادت میں ہے اس کو سعادت کا عمل میسر ہوتا ہے اور جو اہل شقاوت میں سے ہے اس کو شقاوت کے واسطے میں عمل میسر ہوتا ہے۔ (ترمذی)۔ (الحق المبین قضاوقدر صفحہ ۸۷۷)

مزید تفصیل کے لئے پڑھیں

الحق المبین

باب "قضاوقدر"

صفحہ نمبر ۸۶۲ تا ۸۷۷

Marfat.com

فقر

لغت میں فقیر اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس اپنا کچھ بھی نہ ہو۔ صوفیاء کاملین کی اصطلاح میں فقیر وہ ہے جس کے پاس اس کے افعال ہوں نہ اوصاف۔ نہ حرکات ہوں نہ سکنات۔ جو، ہر عمل، ہر آرزو، ہر حالت، ہر کیفیت اور تمام وہم وخیالات حتیٰ کہ اپنی ہستی اور نیستی سے بھی درویش ہو۔ جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کسی کو جانے اور نہ کسی سے واسطہ رکھے۔ جس کو جاذبۂ حق نے الوہیت حق کے بحرِ ذخار میں ڈبو کر وہمِ خودی، اور نقوشِ ماسوا اللہ سے ہر طرح پاک وصاف کر دیا ہو۔

(الحق المبین فقر صفحہ نمبر ۸۷۸)

......اے عزیز۔! فقر اللہ تعالیٰ کی وہ بہترین نورانی خلعت ہے، جس سے مشرف ہو کر عارف نفس اور شیطان کی دسترس سے باہر ہو جاتا ہے۔ (الحق المبین فقر صفحہ ۸۸۰)

......اے عزیز! میری تجھ کو نصیحت ہے کہ کسی کلمہ گو کی تحقیر اور تذلیل نہ کر۔ اس کو کسی بد اعمالی کی وجہ سے کافر نہ کہہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنی زبان سے ''لا الٰہ الا اللہ'' کہا ہے تو کسی گناہ کے سبب اس کو کافر قرار نہ دے اور نہ اسلام سے خارج ٹھہرا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)۔

(الحق المبین فقر صفحہ ۸۸۵)

......حق تعالیٰ کی یاد اور اس کی فکرِ پاک کے علاوہ دنیا کی کسی چیز یا کام میں مصروف رہنا اور عشقِ الٰہی اور علم توحید ومعرفتِ حق کو چھوڑ کر، ماسوا اللہ کو طلب کرنا سب سے بڑی جہالت اور نادانی ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

Marfat.com

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی ۵ عَنْ ذِکْرِنَا وَلَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا ؕ ذٰلِکَ مَبْلَغُھُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ط (النجم آیت ۲۹۔۳۰ پ ۲۷)

پس جو کوئی ہمارے ذکر سے مُنہ موڑے اور سوا دُنیا کی زندگی کے اُس کا کچھ مقصد نہ ہو، اُس سے اِعراض کرو۔ یہی اُن کے علم کی انتہا ہے۔

....(الحق المبین فقر صفحہ ۸۹۰)

......دُنیا میں بہت کم چیزیں ایسی ہیں جن سے نفس کو اتنی توانائی ملتی ہے جتنی اپنی تعریف اور ستائش کے سننے سے۔ یہی وجہ ہے کہ سالک باخبر ایسی صورتیں اور حالات اختیار کرلیتا ہے کہ اُس کا نفس اپنی تعریفیں سُن کر خود پرست ہونے سے محفوظ رہے۔ اُس میں اللہ عزّ وجل کی عظمت اور جلال کا خیال ایسی عجیب عجیب کیفیات پیدا کرتا ہے کہ اس کو اپنی خوبیوں کے اظہار سے گھن آنے لگتی ہے۔ اپنی ہستی کے احساس سے اس کو وحشت ہوتی اور ''میں'' کہنا اس کو انتہائی گراں گزرتا ہے۔ (الحق المبین فقر صفحہ ۸۹۲)

......جن پاکبازوں کو دیدارِ الٰہی کی آرزو ہے، ان کو چاہئے کہ اپنے غرورِ علم اور زعم ہمہ دانی کو دور کر کے کسی قلندرِ واصل کے دامن کو عقیدت سے تھام لیں اور کسی کامل انسان سے راہِ حق کا سبق حاصل کر کے اسکی رہنمائی میں پوری ہمت اور خلوص کے ساتھ میدانِ مجاہدہ میں قدم رکھیں۔ (الحق المبین فقر صفحہ ۹۰۱)

......حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ میں بیمار ہوا لیکن تو نے میری عیادت نہیں کی۔ (مسلم)

(الحق المبین فقر صفحہ ۹۰۳)

......مُوحّد کی روح آسمانِ عقل سے مخلوق کے معراج کی انتہا تک ترقی کرتی ہے۔

Marfat.com

اس کے بعد عرشِ وحدانیت پر مستوی ہوتی ہے۔اور وہاں سے حکم کی تدبیر آسمانوں کے طبقات تک کرتی ہے۔اور اکثر اس کا دیکھنے والا یہ کہتا ہے کہ '' اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ'' ۔ یہاں تک کہ اس میں گہری نگاہ ڈالتا ہے۔پاک ہے وہ، جو مخلوق سے بوجہ اپنے ظہور کے مخفی ہے اور اپنے نور کی وجہ سے ان سے پردے میں ہے۔(مشکوٰۃ الانوار)۔(الحق المبین فقر صفحہ ۹۰۵)

......اس راستے میں عمل اور پیہم عمل کی ضرورت ہے۔تصوّف کی باتیں کرنا سیکھ لینے سے روحانیت میں نہیں، بلکہ نفسانیت میں ترقی ہوتی ہے۔شکر یا نمک کا صرف نام لیتے رہنے سے منہ میٹھا یا نمکین نہیں ہو جاتا۔اُجالا چراغ روشن کرنے سے ہوتا ہے ، چراغ چراغ کہتے رہنے سے نہیں۔

اے اللہ کے پیارے طالب ---! اللہ عزّ وجل سے توفیق مانگ اور اس کی توفیق سے اُس سے اُس کو طلب کر۔اُس کے دامنِ رحمت میں چھپ کر خود کو بھول جا، اسی میں تیری دائمی راحت اور جاودانی مسرت کا راز پنہاں ہے۔(الحق المبین فقر صفحہ ۹۱۱)

مزید تفصیل کے لئے پڑھیں

الحق المبین

باب ''فقر''

صفحہ نمبر ۸۷۸ تا ۹۱۲

Marfat.com

سسکتی ہوئی رُوحوں اور دُکھی انسانیت کو سکونِ دائمی فراہم کرنے کے لئے

تعارفی اقتباسات

بہ سلسلہ

الحق المبین

یّدنا قبلہ نوری محمد نظام الحق صاحب
یی قدس سرّہ العزیز

297.06
ن 504 ت
70945

Marfat.com